

دنیا کی قدر و قیمت

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدِيَّ أَسْكَ مَيْتٍ فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ بِدَرُهُمْ فَقَالُوا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ فَقَالَ فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ۔ [مسلم: ۲/۲۹۵۷]

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری کے بچے کے قریب سے گزرے جس کے چھوٹے چھوٹے کان تھے۔ تو فرمایا تم میں سے کون اس مردہ بکری کے بچے کو ایک درہم کے عوض میں لینا پسند کرتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو اس کو مفت بھی نہیں لینا چاہتے تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی قدر و قیمت اس سے بھی کم ہے۔“

ایمانیات

(۲۴) وَعَنْ عِبَادَةِ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْفَاها إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ -

”عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور یہ بھی گواہی دے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور عیسیٰ عبد السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی لوٹڈی کے بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور وہ اس کا روح ہیں اور جنت اور آگ حق ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔“ [بخاری: ۳۴۳۵ الانبیاء - مسلم: ۴۶/۱۲۸ الایمان]

اللہ تعالیٰ کی الوہیت بلا شرکت غیر اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کے بعد عیسیٰ عبد السلام سمیت تمام انبیاء کی عبدیت اور رسالت کو ماننا ایمان کے اجزاء میں سے ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اس لیے کہا کہ وہ انوکھی طرز پر بغیر باپ کے کلمہ ”کُنْ“ سے پیدا ہوئے اور اللہ نے ان کو قبل از وقت بولنے کی طاقت سے نوازا۔ اور روح اللہ اس لیے کہا گیا کہ ان کی روح مرد کے واسطے کے بغیر دنیا میں آئی یا ان کی پھونک میں روح کی سی تاثیر تھی جس سے مردے زندہ ہو جاتے، بیمار صحت یاب ہو جاتے، مٹی کے پرندے وغیرہ میں روح پڑ جاتی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقائد پر مشتمل تمام احادیث سے یہ نہایت جامع حدیث ہے اس میں کافرانہ مذاہب کا رد کیا گیا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کی اس طرح تردید کی کہ فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اس سے ثابت ہوا عقیدہ تثلیث محض شرک ہے۔ کیوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ نہیں بلکہ اللہ کے بندے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا رسول کہنے پر یہودی تردید مقصود ہے کیوں کہ یہود انہیں رسول نہیں مانتے بلکہ انہیں اور ان کی والدہ کو حرام کی تہمت لگاتے ہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی لوٹڈی کے بیٹے ہیں اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ وہ اللہ کے غلام ہیں اور لوٹڈی کے بیٹے ہیں۔ لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہرگز نہیں ہو سکتے۔

نیز اس سے یہودی کی بھی تردید مقصود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہر قسم کی تہمت سے بالکل پاک اور بری ہیں۔ بلکہ حضرت مریم اللہ کی لوٹڈی ہونے کی بنا پر نہایت معزز ہیں اور ان کا بیٹا اللہ کا غلام اور رسول ہے۔

پھر جنت اور دوزخ کے حق ہونے پر ایمان کا ذکر ہے یہاں آخرت اور جزا و سزا کے منکرین کا رد ہے۔ آخر میں فرمایا وہ جو بھی عمل کرتا ہو جنت میں ضرور جائے گا۔

علامہ قسطلانی کہتے ہیں کہ اہل قبلہ میں سے گناہ گار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ کیوں کہ من شہدان لا الہ الا اللہ (جس نے گواہی دی کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں) میں عمومیت اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ اور تکمیل سزا سے قبل ہی گناہوں کو معاف کر دے گا۔ کیوں کہ ”علی ما کان من العمل“ کا جملہ ”ادخلہ الجنة“ کا حال ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس وقت عمل تو نہیں ہو سکے گا بلکہ داخل کرتے وقت عمل کے مطابق جزا یا سزا کا استحقاق سامنے آئے گا۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ گناہ گاروں میں سے جہنم میں کوئی نہیں جائے گا کیوں کہ یہاں سے تو صرف یہ لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی عام ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں کی معافی جہنم میں دخول کے بعد اور تکمیل سزا سے قبل ہو جائے۔

طیبی نے بھی یہی کہا ہے کہ العمل میں لام عہد کا ہے اور مراد کبار ہیں۔ جس طرح ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ”وان زنی وان سرق“ ہے یعنی کبار کے ارتکاب کی بنا پر عذاب کے استحقاق کے باوجود جنت میں جائے گا۔

فہرست

1	دنیا کی قدر و قیمت	جواہر پارے
2	ایمانیات	کلمۂ طیبہ
5	امن وامان اور ترقی کی راہ	اداریہ
7	وراثت کے مسائل	احکام و مسائل
9	فوائد الصلوٰۃ	عبادات و اعمال
17	صحیحین میں غنائے جاریتین..... (3)	تحقیق و تنقید
23	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	علوم و معارف
28	تحقیق کی دنیا	علوم و معارف
32	ایکشن	سیاست ملکی
35	آدمی.....	شعر و ادب
	(عبدالصمد ریا لوی)	
	(حافظ احمد شاکر)	
	(مولانا حافظ ثناء اللہ خان)	
	(قاری ذکاء اللہ)	
	(ابوالبدر ارشاد الحق اثری)	
	(حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی)	
	(عبدالجبار ایوبی)	
	(محمد بلال احمد)	
	(خالد علیم)	

باقیات صالحات

﴿وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى طَوَّابًا وَ
الْبَاقِيَةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ
خَيْرٌ مَرَدًّا﴾ [مریم: ۷۶/۱۹]

”اور ہدایت یافتہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ مزید
راہنمائی فرماتا ہے اور باقی رہنے والے نیک
اعمال کا تیرے رب کے پاس اچھا بدلہ اور
اچھا انجام ہے۔“

دونہایت قیمتی نعمتیں

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا
كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصَّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔

[البخاری: ۶۴۱۲]

”دونہایت قیمتی نعمتیں ہیں جن میں بہت سے لوگ نقصان اور
خسارے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایک صحت ہے
اور دوسری فارغ ہونا۔“

25 تا 31 جنوری 2008ء..... (112)..... 15 محرم الحرام 1429ھ

تہجد کے لیے اٹھنے کے بعد کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللهم لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ
أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَمْتَ الْحَقِّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ
حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَالْيَاكُفُ
أَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَالْيَاكُفُ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَزْتُ وَمَا أَغْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَهْلَكُمُ بِهِ يَمُنِي أَنْتَ
الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ . [البخاری: ۱۱۲۰ - مسلم: ۷۶۹/۱۹۹]

”اے اللہ تمام تعریف تیرے لیے ہے تو آسمان وزمین اور جو ان میں ہے سب کو قائم رکھنے والا، نور اور بادشاہ ہے۔ تیری تعریف ہے
تو، تیرا وعدہ، تیرے معاملات، بات، جنت، دوزخ، تمام نبی، حضرت محمد ﷺ اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں تیرے لیے فرماں
بردار ہوا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر توکل کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیری وجہ سے جھگڑا کیا اور تیری طرف فیصلہ لایا، تو میرے گناہ، اگلے
پچھلے، پوشیدہ سامنے معاف کر دے تو مجھے اچھی طرح جانتا ہے تو ہی آگے اور پیچھے ہے تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔“

امن وامان اور ترقی کی راہ

حافظ احمد شاکر

اداریہ

شکست روس کے بعد امریکا نے دنیا کو پہلا تحفہ نیو ورلڈ آرڈر کا دیا جس کا معنی ہمارے ہاں کے محاورے یا معروف جملے کے طور پر یہ ہے کہ ”سجیاں ہو جان گلیاں وچ مرزا یا پھرے۔“ یعنی بزمِ خویش دنیا کی..... معاذ اللہ..... زندگی اب امریکا کے ہاتھ میں ہے، دنیا میں جینے کا حق جسے وہ دے گا وہی جی سکتا ہے۔ ہلال و صلیب کی کشمکش کو سامنے رکھتے ہوئے امریکا نے مسلمانوں کو..... اولاً اجمالاً پھر کھلم کھلا..... نشانے پہ رکھا۔ یعنی نام نہاد دہشت گردی کی جنگ کو اس نے صلیبی جنگ (کروسیڈی) کہا۔ اس نے مسلمانوں کے لیے وہ نام اور اصطلاح استعمال کی جو کسی زمانے میں تعلیم یافتہ اور روشن خیال عیسائیوں نے اپنے ان پادریوں کے لیے ایجاد کی تھی جو ذہنی و فکری جمود میں مبتلا لکیر کے فقیر تھے۔ یعنی فنڈامینٹلسٹ یعنی لکیر کے فقیر انتہا پسند۔ جب ان کی ایجاد کردہ یہ اصطلاح ان کے مقصد فاسد یعنی مسلمانوں کو تخریب کار اور فساد ی ثابت کرنے کے لیے کارگر نہ ہو سکی تو انہوں نے ’غیر معتدل‘ کی اصطلاح کو رواج دیا لیکن اس کی معنوی معقولیت ان کے مقاصد برآری کے لیے ناکافی محسوس ہوئی تو پھر انہوں نے لفظ ’جنگ‘ جو کو عام کیا جس کے محدود و مخصوص معنی سے بھی جب ان کی تشفی نہ ہو سکی تو بالآخر انہوں نے لفظ دہشت گرد کا چلن عام کیا اور اس کے معنی کو یوں پھیلا دیا کہ گھروں میں بیٹھے گوشہ نشین، مدارسِ دینیہ کے علماء و طلباء، ضرورت مندوں کو کھانا، لباس، دوائیاں دینے والے، سردیوں میں لحاف پہنچانے اور بے گھر مسلم و غیر مسلم غرباء و مساکین کو چھتیں مہیا کرنے والے ان سب میں سے جس کو امریکا چاہے پکڑے، چاہے غائب کر دے یا ان میں سے جو بھی اس کی اطاعت کا طوق گلے میں ڈالنے سے انکار کر دے وہ سب اس اصطلاح کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ وطن عزیز کے لاپتا افراد، باجوڑ کے معصوم طلباء، حتیٰ کہ جامعہ حفصہ کے معصوم طلباء اور بے گناہ عفت مآب طالبات بھی۔ امریکا نے دنیا بھر میں دہشت گردی کا ہوا تو کھڑا کر رکھا ہے لیکن سریبا، قبرص، کسوا، الجزائر، سوڈان، عراق، افغانستان اور اب پاکستان میں ہزاروں بلکہ لاکھوں بے گناہ نہتے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ کس کے لتھڑے ہوئے ہیں؟ ایران میں بھی اس نے طبع آزمائی کی ناکام کوشش کی تھی لیکن ایران کے سیدھا ہونے پر اس نے اپنا رخ روشن خیال حکمرانوں کے آنکھ کی شہ پا کر پاکستان کی طرف کر لیا۔ اعاذنا اللہ منہ سطور ہذا لکھنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ کیا امریکا اور کیا اس کے نمک خوار حواری، حتیٰ کہ وطن عزیز کی سیاست میں حصہ لینے والی کم و بیش ساری ہی جماعتیں دہشت گردی کے عنوان پر سیاست کا کھیل کھیل رہی ہیں۔ وہ سب دہشت گردی ختم کرنے کے..... خصوصاً وطن عزیز میں..... عزم کا اظہار کر رہی ہیں۔ امریکا بہادر بھی دہشت گردی ختم کرنے کے لیے دہشت گردوں کے خاتمہ کو ضروری قرار دیتا ہے۔ بات تو ٹھیک ہے لیکن دہشت گرد ہے کون؟ اس سوال کا پہلا تقریباً متفقہ جواب یہ ہے کہ دنیا میں سب سے بڑا دہشت گرد خود امریکا ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو خواجہ اپنا حریف بنا کر اپنے نشانے پہ لے رکھا ہے۔ سوڈان میں اس نے ”اسلحہ“ کے جن کارخانوں پر بمباری کی تھی بعد میں وہ کیا نکلے؟ جراثیمی ہتھیار تیار کرنے کے عنوان پر عراق کی اس نے اینٹ سے اینٹ بجا دی، مسلمانوں کے اس نے کشتوں کے پشتے لگا دیے، علاقوں کے علاقے اور محلوں کے محلے اس نے جلا کر راکھ کر دیے، قبیلے ختم کر دیے، نسلوں کو نابود کر دیا اور عراق کو کھنڈر بنا دیا! عراقی حملے

سے قبل میڈیا نے چیخ چیخ کر اس کے اسلحہ انپکڑوں کی رپورٹوں کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیا تھا لیکن جب سب کچھ اجڑ گیا تب رپورٹیں غلط ہونے کی خبریں تو آ گئیں لیکن چوں کہ اس کا شاید ابھی تک اصل مقصد یعنی ”تیل پر مکمل قبضہ“ کا ہدف پورا نہیں ہو سکا، اس لیے امریکی فوجیں ابھی تک وہیں ہیں۔ بتایے اس سے بڑی بین الاقوامی دہشت گردی کیا ہو سکتی ہے؟

اخبارات کے مطابق جب اس کوسر زمین افغانستان پر ”ورلڈ اسلامک انڈسٹریل اسٹیٹ“ بننے کی بھٹک پڑی تو اس نے دنیا بھر میں ”اسامہ بن لادن“ کے نام پر سیاست کھیلی، اپنے اہداف حاصل کرنے کے لیے اُسے آڑ بنایا، اور اس کو پکڑنے کے عنوان پر افغانستان میں میزائل برسائے اور پھر اس مکارانہ اور ظالمانہ عمل کو آگے بڑھا کر اس نے ۹/۱۱ کا وہ ڈرامہ رچایا جس کے ڈرامہ ہونے کی گواہی اب اس کے اپنے بھی دے رہے ہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ ٹریڈ ٹاور میں کام کرنے والا ہر یہودی تو محفوظ رہا لیکن اس کو بہانہ بنا کر مسلم امہ کے خلاف ”صلیب کی جنگ“ کا طبل بجا دیا، اور اب تک اس نے نہ صرف نہتے افغانی مسلمانوں پر دنیا کا ہر ظلم ڈھایا بلکہ رقصِ بکمل نامی نئے ظلم بھی ایجاد کیے، سینکڑوں بلکہ ہزاروں نہتے مسلمانوں کو کنٹینرز میں بند رکھ کر کڑی دھوپ میں جھلسا جھلسا کر اور بالآخر اُن پر آتش و آہن کی بارش سے انھیں منزلِ شہادت سے ہم کنار کر دیا۔ اس نے نہ رہائشی مکانات کو دیکھا، نہ نماز پڑھتے اس کو نظر آئے، نہ خوشی کی تقریبات کا اس نے لحاظ کیا، نہ ماتی مجالس پر اس کو رحم آیا، نہ اُسے دین پڑھتے بچوں پر بمباری کرتے ہوئے حیا آئی نہ اس نے بوڑھوں کو جان بچانے کی مہلت دی اور نہ حیا دار خواتین کی جان لیتے ہوئے ہی اس کو رحم آیا۔

ایک عرصہ سے اس نے اپنے مہروں اور کارندوں کے ہاتھوں وطنِ عزیز کی پرامن مغربی سرحد کو پرخطر بنا رکھا ہے اور اس نے پاک وطن کے مخلص و جاں نثار بے تنخواہ محافظوں کو اسلام کے ساتھ سچی محبت اور گہری وابستگی کی وجہ سے نشانے پر رکھا ہوا ہے اور وہاں ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا ہے، نیز ان کو دھیرے دھیرے جنگ کی حالت کی طرف دھکیلتا شروع کر رکھا ہے۔ وانا،..... جنوبی و شمالی..... وزیرستان میں اس کی ہلاکت خیزیاں تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں اور آج کل سوات جس کے باسی انصاف اور صرف بروقت انصاف کے طالب ہیں، کو بھی اس کے کاسہ لیسوں نے شاید تختہ مشق بنا کر تباہ کرنے کی..... خاکم بدہن..... ٹھان رکھی ہے۔ امریکا نے طالبان کو دنیا میں پہلے بطور دہشت گرد شہرت دی حالاں کہ ان کا دور حکومت افغانستان کا پُر امن دور تھا، اب اس نے مقامی طالبان کی نئی اصطلاح متعارف کرا دی ہے۔ جب کہ اخبارات نے مختلف اوقات میں ایک سے زیادہ ایسی خبریں دی ہیں کہ مزاحمت کاروں کے روپ میں بعض ایسے بارلش جنگ جو دیکھے گئے بلکہ وہ قابو بھی آئے ہیں جن کے غیر مسلم ہونے کی تصدیق ہو چکی ہے اور غالباً دشمن کے یہ وہی ایجنٹ ہیں جو ”ہم شکل“ ہو کر فساد برپا کرتے اور اس کو ہوا دیتے ہیں۔ وگرنہ کون کم عقل بلکہ کم نصیب پاکستانی ہے جو پاک فوج پر گولی چلائے یا ان کو زک پہنچائے۔ یہ تفصیلات جب عام پریس تک پہنچ چکی ہیں تو ان پر غور کرنا چاہیے اور سراغ لگانا چاہیے کہ ان کو بھیجنے والے کون ہو سکتے ہیں؟

باقی رہا وطنِ عزیز میں خود کش حملوں اور بم دھماکوں کا خاتمہ؟ تو اس کا حل ایک اور صرف ایک ہے کہ امریکا سے گلو خلاصی حاصل کر لی جائے، اُس کی دوستی کو خیر باد کہہ دیا جائے، اُس کی دخل اندازی کے تمام راستے بند کر دیے جائیں، جو تنظیمیں ادارے اور افراد اُس سے ”فیض یاب“ ہوتے ہیں..... حکومتی ادارے اُن سے بہ خوبی آگاہ ہوں گے..... اُن کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے اور انھیں محدود کر دیا جائے، ساتھ ہی ساتھ اُس کے اور اُس کے حواریوں کے سامنے کاسہ گدائی پھیلا تا ترک کر دیا جائے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے اپنی لولگالی جائے، اُسے اپنا مولیٰ و وکیل بنالیا جائے تو ان شاء اللہ وطنِ عزیز میں امن ہو جائے گا اور وطنِ عزیز کی ترقی کا سفر بھی شروع ہو جائے گا۔

وراثت کے مسائل

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی صاحب

سوال: میں اپنا مسئلہ تفصیل سے لکھ رہی ہوں۔ برائے مہربانی اس کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

میرے والدین پندرہ سال پہلے فوت ہو چکے ہیں ہم تین بہنیں اور دو بھائی اپنے اپنے گھر بار والے ہیں۔ ہمارے والد صاحب کی کوئی زرعی زمین نہیں تھی صرف ایک ذاتی مکان اور ایک کمرشل پلاٹ بنایا تھا۔ ان دونوں جگہوں کی رجسٹری اور انتقال والد صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں کے نام کروایا تھا۔ ان دونوں جگہوں کا کرایہ بھائی وصول کر رہے ہیں اور گھر کا سارا سامان بھی ان ہی کے پاس ہے۔ گھر، پلاٹ یا سامان کے بارے میں والدین کی طرف سے کسی قسم کی کوئی زبانی یا تحریری وصیت میرے علم میں نہیں۔ اب مجھے گھر پلو پریشانیوں کی وجہ سے اپنا حصہ مانگنا پڑا ہے تو میری دونوں بڑی بہنیں اس پر متفق نہیں ہیں اور وہ کسی بھی قسم کا اپنا حق لینے یا مانگنے کو تیار نہیں جب کہ میرا خیال ہے کہ ہمارا حصہ بنتا ہے۔ میری بڑی بہن جو ایک ماں کی طرح مشفق اور ہم درد ہیں اور ایم اے اسلامیات ہیں اگر وہ قائل ہو جائیں تو مجھے بھائیوں سے حصہ دلاو سکتی ہیں۔ کیوں کہ ہم سب ان کی بات مانتے ہیں۔ جب میں نے ان سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا کہ تمہارا مطالبہ بالکل غلط اور ناجائز ہے اور میں نے بھی فقہ پڑھی ہوئی ہے جس کی رو سے ہمارا حق نہیں بنتا۔ انہوں نے درج ذیل دلائل دیئے جن سے میں مطمئن نہیں ہوئی جب میں نے کسی مفتی سے پوچھنے کی بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہر مفتی اپنے مسلک کے مطابق جواب دے گا۔ اب میں ہر مسلک سے بالاتر ہو کر صرف قرآن و سنت کی روشنی میں جواب چاہتی ہوں۔ آپ کا دیا ہوا فتویٰ

میرے لیے سند اور جواز بن جائے گا۔ اس لیے تحریری جواب سے نوازیں بہت مہربانی ہوگی۔ باجی کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

①..... والدین اپنی زندگی میں ساری جائیداد دونوں بھائیوں کے نام لگا گئے ہیں اس لیے اب ہم استحقاق نہیں رکھتیں۔

②..... اگر حصہ ہی لینا تھا تو شادی کے وقت جہیز لینے سے انکار کر دینا تھا اور اپنا حصہ مانگ لینا تھا۔

③..... ویسے تو ہم نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں اور اب اگر یہ کہیں کہ انھوں نے نا انصافی کی ہے تو ہم گنہگار ہوں گے۔

④..... والدین چاہیں تو اپنی زندگی میں کسی ایک بچے کو سب کچھ دے جائیں بعد میں دوسرے اعتراض نہیں کر سکتے۔

⑤..... بھائی کون سے امیر ہیں ان کی مالی حالت کی وجہ سے اسلام ہمیں ان سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے۔

⑥..... اگر زرعی زمین ہوتی تو ہم حصہ مانگتے بھی، لیکن مکان وغیرہ میں ہمارا کوئی حصہ نہیں بنتا۔

برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میرا قانوناً اور شرعاً کوئی حق بنتا ہے یا نہیں؟ [ایک بیٹی عذرا جبین]

جواب: زندگی میں آدمی جو کچھ اپنی اولاد کو دیتا ہے اس میں برابری ضروری ہے قطع نظر اس سے کہ وہ لڑکے ہیں یا لڑکیاں، دلائل کے اعتبار سے رائج مسلک یہی ہے۔ اس بارے میں صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ جب میرے والد نے مجھے ایک غلام ہبہ کر کے رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ بنانا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا اپنی تمام اولاد کو تو نے اس کے برابر ہبہ کیا ہے؟“ میرے والد

نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ہبہ سے رجوع کرلو، اور ایک روایت میں ہے ”کیا تو نے اپنی باقی اولاد کو بھی اس کی مثل دیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔“ تو فرمایا: ”اللہ سے ڈرو اور اولاد میں عدل کرو۔“ ان ”الفاظ اس کے مثل ہبہ کیا ہے“ یا ”اس کے مثل دیا ہے“ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بارے میں لڑکوں اور لڑکیوں میں فرق نہیں کیوں کہ اولاد کا لفظ لڑکے اور لڑکیوں، سب کو شامل ہے۔

مسئلہ ہذا پر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بایں الفاظ تبویب کی ہے: باب الہبۃ للولد واذا اعطی بعض ولده شیئاً لم یجز حتی یعدل بینہم ویعطی الآخر مثله۔

یعنی اولاد کو ہبہ کرنے کا بیان اور جب کوئی اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی شے دے تو یہ جائز نہیں یہاں تک کہ ان کے درمیان عدل کرے اور دوسروں کو بھی اس کی مثل دے۔ علامہ صنعانی فرماتے ہیں:

الحديث دليل على وجوب المساواة بين الاولاد في الهبة وقد صرح به البخاري وهو قول احمد واسحاق والثوري وآخرين وانها باطله مع عدم المساواة وهو الذي تفيدہ الفاظ الحديث من امره صلى الله عليه وسلم يار جاعه ومن قوله: «اتقوا الله» وقوله: «اعدلوا بين اولادكم» وقوله: «فلا اذن» وقوله: «لا أشهد على جور» واختلف في كيفية التسوية ففيل بان تكون عطية الذكر والانثى سواء وهو ظاهر قوله في بعض الفاظ عند النسائي «الا سويت بينهم» وعند ابن حبان «سوا بينهم» ولحديث ابن عباس «سوا بين اولادكم في العطية فلو كنت مفضلاً أحداً لفضلت النساء» أخرجه سعيد بن منصور والبيهقي باسناد حسن

[سبل السلام: ۵/۲۳۲]

”یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں مساوات واجب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ امام احمد، اسحاق، ثوری اور دیگر اہل علم کا قول یہی ہے اور عدم

مساوات کی صورت میں ہبہ باطل ہے۔ اور نبی ﷺ کے فرمان کہ ”اپنا ہبہ کیا ہوا غلام واپس لوٹا لے“، سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ نیز فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا پھر تو ایسا مت کرو اور میں ظلم پر شہادت نہیں دیتا۔“

برابری کی کیفیت میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا حصہ مساویانہ ہونا چاہیے۔ نسائی کے الفاظ ”ان کے درمیان برابری کیوں نہیں کی؟“ سے ظاہر یہی ہے۔

ابن حبان میں ہے ”ان کے درمیان برابری کرو۔“ اور ابن عباس کی روایت میں ہے یعنی ”اولاد کے عطیہ میں برابری کرو، اگر میں کسی کو فضیلت دیتا تو عورتوں کو دیتا۔“ اس حدیث کو سعید بن منصور اور بیہقی نے بسند حسن ذکر کیا ہے۔ [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، فتح الباری: ۵/۲۳۲] صورت سوال میں اٹھائے گئے اشکالات کے بالا اختصار جوابات ملاحظہ فرمائیں:

①..... مسئلہ ہذا کی وضاحت پہلے ہو چکی۔

②..... جبیز ایک رسم ہے جب کہ اولاد میں عدل و مساوات شرعی حکم ہے اس کو اس پر قیاس کرنا درست نہیں، لہذا اس کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔

③..... حقیقت یہ ہے کہ ہم سب شریعت کے تابع ہیں۔ کسی کے فعل کو شریعت کے تابع کرنے کی کوشش کرنا نا انصافی نہیں بلکہ عین انصاف ہے اس میں مرحوم کا بھی بھلا ہے۔

④..... وہ ایسا کرنے کے شرعاً مجاز نہیں۔

⑤..... شرعی تقسیم کا تعلق غریب اور امیر ہونے سے نہیں بلکہ یہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہے جس کا ہر ایک پابند ہے۔ ہاں البتہ صاحب حق اگر اپنا حق ترک کر دے تو اس کی مرضی ہے۔

⑥..... شرعاً اس بات کی کوئی حیثیت نہیں کیوں کہ ترک ہر اس چیز کا نام ہے جو کچھ میت چھوڑتی ہے۔ اس میں سب کچھ داخل ہے زرعی زمین ہو یا مکان وغیرہ۔

الحاصل بنظر شرع آپ کا حق قائم و ثابت ہے، لینا یا نہ لینا آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔

فوائد الصلوة

قاری ذکاء اللہ، حافظ آبادی

نماز کے طبی فوائد:

اسلام کے نظام صلوٰۃ کی افادی اقدار گونا گوں ہیں۔ اقامت صلاۃ سے جہاں جسمی، قلبی، نفسی نظام کا تزکیہ ہوتا ہے اور اس کی فطری استعدادیں قوت سے فعل میں ترقی کرتی ہیں اور وہ فعال اور حرکی بن کر اپنے وظائف احسن طور سے سرانجام دینے کے قابل بنتا ہے۔ وہاں یہ صحت بدنی کے لیے بھی از بس مفید ہے۔ جدید طبی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی صلوٰۃ سے نمازیوں کی اتنی کسرت بدنی ہو جاتی ہے جو اس کے ہضم کو درست، بدن کو صحت مند اور دوران خون کو اعتدال پر رکھنے کے لیے کافی ہے۔ باجماعت صلوٰۃ کے قیام کے لیے انسان کو گھر سے مسجد تک پیدل آنا مسنون ہے اور اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ پانچ وقت آنا جانا تندرستی قائم رکھنے کے لیے از بس مفید ہے۔ علاوہ ازیں صلوٰۃ کے دوران رفع الیدین قیام و رکوع اور سجود و قعدہ کرنے سے ورزش بھی ہو جاتی ہے۔ یہ ورزش امراض قلب کو روکتی بھی ہے اور ان کا بے ضرر علاج بھی ہے۔ پیرانہ سالی میں عموماً گھٹنوں کا مرض ہو جاتا ہے۔ اطباء کا مشاہدہ و تجزیہ ہے کہ باقاعدگی سے نماز قائم کرنے والوں کو یہ مرض نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا بھی ہے تو بہت کم نمازیوں کو۔ یوں بھی نماز کے نمازیوں کو چاق و چوبند رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علاوہ ازیں صلوٰۃ سے طمانیت قلب و جان ملتی ہے کیوں کہ یہ ذکر الہی کا احسن و اکمل طریقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ [الرعد: ۲۸]

”خبردار ذکر الہی سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے۔“

جب قلب و نفس مطمئن ہوں تو انسان ذہنی انتشار، نفسیاتی دباؤ،

آشفۃ سری، اعصابی امراض، خوف و حزن، احساس تنہائی، پریشان خیالی، اوبام پرستی اور درجنوں کی امراض سے بچا رہتا ہے۔ اس اعتبار سے نماز کو مانع امراض نفسیاتی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ اولیاء اللہ کو خوف ہوتا ہے نہ حزن۔

﴿إِلَّا إِنْ أَفْلَيْتَ اللَّهُ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُونَ﴾ [یونس: ۶۲]

”خبردار بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ متذکرہ بالا نفسیاتی بیماریوں سے محفوظ اور نفوس مطمئنہ ہوتے ہیں۔ اور نفوس مطمئنہ کی زندگی دنیا میں بھی حیات طیبہ ہوتی ہے اور آخرت میں بھی انھیں جنت کی حسین و طیب اور مسرور و وارثاتی زندگی نصیب ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اذْجِئِي إِلَىٰ رَبِّكَ

رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي

جَنَّتِي ۖ﴾ [الفجر: ۲۷-۳۰]

”اے اطمینان پانے والی روح اپنے پروردگار کی طرف لوٹ

چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ تو میرے (نیک)

بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“

وضو جو صلوٰۃ کی پہلی شرط ہے طبی نقطہ نظر سے از بس اہمیت رکھتا ہے۔ اس سے ہاتھ دھونے کی عادت پڑتی ہے۔ جو طبی نقطہ نظر سے انتہائی مفید اور کئی قسم کی بیماریوں کا تدارک کرتی ہے۔ ہاتھ دھو کر

کھانے کی غیر معمولی اہمیت ایک مسلمہ امر ہے۔ پھر پانچ وقت مسواک کے ساتھ دانت صاف کرنا پڑتے ہیں۔ قدیم وجدید طب بتاتی ہے کہ

دانت صاف نہ ہوں تو ان کو پائوری ایسا غلیظ اور خطرناک مرض لاحق ہو جاتا ہے جس سے معدہ ونظام ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے راقم کی تصنیف الدراک فی مسائل السواک (زیر طبع) سواک کے طبی فوائد]

وضو کے دوران ناک میں پانی ڈالنا اور اسے اچھی طرح صاف کرنا ناک کی بیماریوں سے بچاؤ کا مجرب نسخہ ہے۔ چہرہ دھونے سے ایک تو وہ پاک و صاف و نورانی ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے:

ان امتی یاتون یوم القيامة غراً محجلین من اثر الوضوء ممن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل ”قیامت کے روز میری امت کے لوگ ایسی حالت میں آئیں گے کہ وضو کے اثرات کی وجہ سے ان کے ہاتھ پاؤں چمکتے ہوں گے۔ تم میں سے جو شخص اس چمک اور روشنی کو بڑھا سکتا ہو اسے ضرور بڑھانی چاہیے۔“ [بلوغ المرام، کتاب

الطہارۃ، باب الوضوء، رقم الحدیث: ۴۰]

دوسرے اس کا اہم ترین فائدہ یہ ہے کہ وضو سے آنکھیں بار بار دھلتی رہتی ہیں تو گرد و غبار بھی دور ہو جاتا ہے۔ نیز آنکھوں کی تپش بھی جاتی رہتی ہے اور وہ ٹھنڈی رہتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں نمازی امراض چشم سے محفوظ رہتا ہے۔ الغرض وضو مانع امراض چشم و بینی (ناک) ہے۔ نیز اس سے بینائی تیز ہوتی ہے اور آنکھیں روشن رہتی ہیں۔ منہ دھونے کے بعد سر کا مسح کانوں کے اندر اور عقبی حصے کا مسح صحت بدنی کے لیے از حد مفید ہے۔

آخر میں جب نمازی پاؤں دھوتے ہیں تو اس کا اثر سب سے پہلے سر کو پہنچتا ہے۔ اس کی مثال درخت جیسی ہے اسے پانی دیتے ہیں تو وہ سب سے پہلے چوٹی کو سیراب کرتا ہے دماغی کام کرنے والوں کے لیے وضو خاص طور سے از بس مفید ہے۔ آج کل فشار دم (بلڈ پریشر، ذیابیطس، وجع القلب) اور زہریلے مادوں سے امراض قلب کی بیماری عام طور سے پائی جاتی ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ کسرت یا

ورزش کی کمی ہے جو نمازی پانچ وقت مسجد میں جا کر صلوٰۃ ادا کرتے ہیں یا مستورات اور سالخورہ مرد جو گھر میں صلوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ اتنی کسرت ضرور کر لیتے ہیں جو ان بیماریوں سے بچا سکے۔ بشرطیکہ وہ اشتہاء سے زیادہ کھانا کھانے کے عادی نہ ہوں۔ بلکہ مرغن اور قوت ہضم سے زیادہ کھانے سے پرہیز کرنے والے ہوں۔ نماز کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے عقل و فکر میں قوت و سلامتی پیدا ہوتی ہے۔

نماز کے معاشرتی فوائد:

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک اجتماعی اور دوسرا انفرادی۔ اسلام بہت سے دوسرے مذاہب کے برعکس صرف انسان کی انفرادی ضروریات کو پورا نہیں کرتا بلکہ اس کا تعلق انسان کی اجتماعی زندگی میں بھی ہے۔ یورپ میں مذہب کو انسان کا انفرادی اور ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں مذہب سے مراد عیسائیت ہے جس کی تعبیر اور تشریح کبھی اس انداز سے کی گئی ہے کہ اس سے انسان کی محض انفرادی زندگی متاثر ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں اسلام انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حیثیت کو متاثر کرتا ہے اور بڑی شد و مد سے تقاضا کرتا ہے کہ اس کی تعلیمات کو زندگی کے پورے کاروبار میں عمل دخل ہو۔ اس لیے اسلام کی تمام عبادات بلکہ تمام اقسام کو اس وسیع پس منظر میں دیکھا جانا چاہیے۔ نماز اس معاشرے کی تشکیل و تعبیر میں بھرپور کردار ادا کرتی ہے جس کا قیام مرضی خدا تعالیٰ ہے۔

①..... نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اذان سنتے ہی لوگوں کا ایک ساتھ مساجد کی طرف چلنا ان میں اس احساس کو پیدا کرتا ہے کہ اگر کسی قومی کام کے لیے انہیں پکارا جائے تو وہ یک دم آجائیں۔

②..... ایک محلہ کے تمام مسلمان افراد جب پانچوں وقت مسجد میں ملتے ہیں اور نہ صرف ملتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوتے ہیں اسی طرح ایک دوسرے کے دکھ سکھ دیکھنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے اور امداد باہمی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

③..... مسجد میں مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ یکجا

ہوتے ہیں۔ ان سے تعارف کے بعد بوقت ضرورت کام کرانے میں آسانی ہو جاتی ہے۔ میل ملاقات کی وجہ سے بہت مراعات حاصل ہوتی ہیں۔ آپ مسجد میں جوتا گانٹھنے والے سے لے کر وزیر اور بادشاہ تک سے ملاقات کر سکتے ہیں۔

④..... مسجد میں پہنچ کر انسانوں کی مصنوعی درجہ بندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ ایک حیثیت کا آدمی اگر پہلے مسجد میں پہنچ گیا تو صف اول میں جگہ پائے گا اور ایک باحیثیت آدمی دیر سے پہنچا تو اسے پچھلی صف میں جگہ ملے گی نہ تو وہ کسی کو اگلی صف سے کھینچ کر باہر لاسکتا ہے اور نہ پہلے سے اپنی نشست مخصوص کر سکتا ہے۔ مسجد میں لوگوں کا اس طرح گھل مل کر موجود ہونا انہیں یاد دلاتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں اونچ نیچ اور چھوٹ چھات کے تصور کو جگہ نہ دو۔ اللہ کی نگاہ میں سب ہی مساوی ہیں۔

⑤..... امام باجماعت نماز میں بڑی اہم حیثیت رکھتے ہیں۔ امام کے لیے نہ تو مال دار ہونا ضروری ہے اور نہ ہی طاقت ور ہونا ضروری ہے۔ اور نہ عالی نسب ہونا ضروری ہے۔ البتہ امام کے لیے دین کا علم اور دین پر عامل ہونا ضروری ہے۔

امام کے لیے شریعت نے جو شرائط مقرر کی ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں فضیلت کس چیز پر ہے۔ اسلام کے دور حکومت میں جو لوگ مسلمانوں کے دنیاوی معاملات سلجھانے کے ذمہ دار ہوتے تھے وہی مصلے کے امام بھی ہوتے تھے۔ مگر جب دنیاوی معاملات سنبھالنے والوں کو دنیا کا چسکا لگ گیا اور دین سے ناواقف ہو گئے اور خود نمازیں تک پڑھنا چھوڑ دیں تو اس شرف عظیم سے بھی محروم ہو گئے۔ نماز کے ان انفرادی اور اجتماعی فوائد کی وجہ سے اس کو دین کا ستون اور مومن و منافق کے درمیان یہ امتیاز بتایا گیا ہے اور اس کے تارک کو کافر کہا گیا ہے۔

تعمیر سیرت:

نماز مسلمان کی سیرت کو اس انداز سے مرتب کرتی ہے جس کی ضرورت اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے بموجب انہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

مرضی یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں احکام الہی کی پابندی کرے، نماز میں اس مقصد کی تلقین پائی جاتی ہے انسان جو دعائیں اور قرآن پاک نماز میں پڑھتا ہے وہ ٹھیک ٹھیک پڑھتا ہے۔ اگر وہ نہ پڑھے اور یوں ہی خاموش کھڑا رہے تو کسی کو کیا پتا ہے۔ مگر وہ حالت نماز میں اللہ سے اس درجہ قریب ہے کہ ان خفیہ دعاؤں میں وہ کسی قسم کی خیانت نہیں کرتا پس نماز انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتی ہے کہ جس طرح اس نے بحالت نماز ایک خفیہ معاملہ میں دیانت داری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اسی طرح نماز کے علاوہ بھی ہونا چاہیے۔ نماز کے ظاہری اعمال بھی انسان بلام و کاست پورے ادا کرتا ہے۔ حالاں کہ وہ ان میں کمی بیشی کرے تو کون اس پر فرد جرم عائد کرے گا۔ مگر نمازی لوگوں کی داد و تحسین یا نفرت و لعنت کی پروا کیے بغیر افعال نماز ادا کرتا ہے۔ تاکہ اپنی زندگی کے دوسرے کارنامے بھی اسی جذبے سے انجام دے۔ یہی وہ حقیقت ہے جو انسان کی سیرت کی تعمیر کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾

”یقیناً نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔“

یعنی اگر انسان نماز کے کلمات اور اس میں ادا کیے جانے والے افعال پر غور کرے بالخصوص ان نکات پر۔ تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہر اس چیز کو ترک کر دے گا جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔

نجات کا ذریعہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ مَّ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

الشَّهَوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴾ [مریم: ۵۹]

”پس ان کے بعد ان کی نالائق اولاد ان کی جانشین بنی جنہوں نے نماز کو ضائع کیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ وہ عنقریب گمراہی کے انجام سے دوچار ہوں گے۔“

غی کا مفہوم:

اللہ سے تعلق منقطع ہو جانے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان

اپنی خواہشات کا پیر و کار اور غلام بن جاتا ہے اور یہی کچھ شیطان چاہتا ہے اور ایسے شخص کے لیے گمراہی کی راہیں کھلتی جاتی ہیں اور بعض لوگوں نے اس کا یوں ترجمہ کیا ہے:

”کہ عنقریب یہ لوگ غبی میں داخل ہوں گے۔“

حدیث میں ہے کہ غبی دوزخ میں ایک وادی یا نالہ ہے۔ جس میں دوزخیوں کا لہو اور پیپ بچے گا اور اس میں زانی، شراب خور، سودخور اور والدین کے نافرمان ڈالے جائیں گے۔ گویا نمازیں ضائع کرنے والے بھی اسی وادی میں ڈالے جائیں گے۔

فائدہ:

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگنے والا ایمان دار نہیں رہتا۔ ایسے گنہ گاروں میں سے بھی جو شخص اللہ کے حضور رجوع کرے، توبہ کرے، آئندہ پھر وہ کام نہ کرے بلکہ اس کے بجائے اعمالِ صالحہ بجالائے تو ایسے لوگوں کے سابقہ گناہ تو بالکل معاف کر دیے جائیں گے مگر ان کے سابقہ نیک اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ ”جس نے توبہ کر لی وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے وہ گناہ کیا نہ تھا۔“ [ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر التوبۃ، رقم الحدیث: ۴۲۵۰]

روز قیامت اہل جنت اہل نار سے ایک اہم سوال کریں گے۔ وہ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے تمہیں دوزخ میں جانا پڑا؟ اللہ رب العزت نے اسے اپنے کلامِ پاک میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے:

﴿فِي جَنَّتٍ قَفٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَ لَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ۝ وَ كُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْغَافِلِينَ ۝ وَ كُنَّا نَكْذِبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝﴾

[المدرثر: ۴۰-۴۶]

”یہ لوگ (یعنی جنتی) باغات میں ہوں گے۔ مجرمین سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز ادا نہیں کیا کرتے تھے۔ اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے

اور بے ہودہ شلوک و شبہات پیدا کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی لگے رہتے تھے۔ اور روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے۔“

درج بالا آیات میں سب سے پہلا سبب دخول جہنم کا وہ فریضہ نماز میں کوتاہی بیان ہوا ہے۔ اس سے نجات کا ذریعہ اداۓ صلوٰۃ ہے۔ نبی رحمت ﷺ کا ارشاد ہے:

”ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاته فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر۔“ [ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، رقم الحديث: ۴۱۴]

”قیامت کے روز بندے کے عملوں میں سے سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نماز درست پائی گئی تو کامیابی ہوگی اور اگر نماز درست نہ ہوئی تو خسارے اور گھٹائے میں ہوگا۔“

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک نماز کا ذکر فرمایا (یعنی نماز کی فضیلت و اہمیت بیان کرنے کا ارادہ فرمایا) چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”من حافظ عليها كانت له توراً وبرهاناً ونجاةً يوم القيامة ومن لم يحافظ عليها لم تكن له توراً ولا برهاناً ولا نجاةً وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وابى بن خلف۔“ [مشکوۃ المصابیح، کتاب الصلاة۔ مسند احمد: ۱۶۹/۲]

”جو شخص نماز پر محافظت کرنا ہے (یعنی ہمیشہ پابندی سے پڑھتا ہے) نماز اس کے لیے روشنی، دلیل اور قیامت کے دن نجات کا باعث ہوگی اور جس شخص نے نماز پر ہمیشگی اختیار نہ کی تو نماز اس کے لیے روشنی کی دلیل اور نجات کا باعث نہ ہوگی۔ اور وہ قیامت کے دن قارون، فرعون، ہامان اور ابی

بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الذی تفوته صلاة العصر فكانما و تراھله ومالہ۔“

”جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی تو گویا اس کا اہل و عیال اور

مال و متاع تباہ ہوگیا۔“ [ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی

وقت صلاة العصر، رقم الحدیث: ۴۱۴]

اسی معنی کی ایک روایت بخاری میں بھی ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”من ترك صلاة العصر فقد حبط عمله۔“

[بخاری، کتاب مواقیب الصلوٰۃ، باب من ترك العصر،

رقم الحدیث: ۵۵۳]

”جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو اس کا عمل اکارت ہوگیا۔“

فائدہ:

درج بالا روایت کا مطلب یہ ہے کہ نماز عصر ادا نہ کرنے والے کو اس کے عمل کا ثواب نہ ملے گا۔ یہ حکم بطور تغلیظ کے ہے تاکہ ہم نماز عصر پابندی کے ساتھ ادا کریں ورنہ اعمال صالحہ فقط کفر سے ہی اکارت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ومن يكفر بالايمان فقد حبط عمله۔“

حنابلہ نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا۔ وہ حدیث کے ظاہر پر استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نماز عصر چھوڑ دینے والا کافر ہوگیا۔ اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں۔

ان تمام نصوص سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فریضہ نماز میں کوتاہی یا بالک ہی اسے ترک کر دینا بموجب داخلہ نارہے اور اس سے نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز جیسے عظیم فریضہ کو بغیر کسی کم و کاست پابندی کے ساتھ ادا کرے تاکہ عذاب الہی سے چھٹکارہ مل سکے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا و جبر رسول فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع

بعدها حرمه الله علی النار۔“ [ترمذی، کتاب

الصلوٰۃ، باب ما جاء فی الركعتین بعد الظهر، رقم

الحدیث: ۴۲۹]

”جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعتوں اور اس کے بعد چار رکعتوں

کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔“

حضرت عمارہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

”لن يلج النار احد صلى قبل طلوع الشمس وقبل

غروبها۔ [مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلواتی

الصبح والعصر والمحافظة علیہا، رقم الحدیث: ۱۴۳۶]

”جس آدمی نے طلوع آفتاب اور غروب سے آفتاب سے

قبل نماز ادا کی وہ کبھی بھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“

حصول جنت کا ذریعہ:

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

”من صلى فی يوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا بنی

بهن بیت فی الجنة۔“ [ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب

تفریع ابواب التطوع ورکعات السنة، رقم الحدیث:

[۱۲۵۰]

”جو آدمی شب و روز (ایک دن) میں بارہ رکعات نفل نماز ادا

کرتا ہے اس کے لیے ان کے عوض جنت میں ایک گھر بنا دیا

جاتا ہے۔“

یہ بارہ رکعات کون سی ہیں؟ ان کی تفصیل ایک دوسرے حدیث

میں یوں بیان ہوئی ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من ثابر علی ثنتی عشرة رکعة من السنة بنی الله

له بیتاً فی الجنة اربع رکعات قبل الظهر ورکعتین

بعدہا ور رکعتین بعد المغرب ور رکعتین بعد العشاء ور رکعتین قبل الفجر۔“ [ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فیمن صلی فی یوم وليلة ثنتی عشرة رکعة من السنه ماله فیہ الفضل، رقم الحدیث: ۴۱۵]

”جو آدمی بارہ رکعات سنت نماز کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بناتا ہے۔ چار رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت اس کے بعد دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشا کے بعد اور دو رکعت نماز فجر سے پہلے۔“

حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا:

”سل فقلت اسالك مرافقتک فی الجنة فقال او غیر ذلك فقلت هو ذاك قال فاعنی علی نفسك بکثرة السجود۔ [مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل السجود والحث علیہ، رقم الحدیث: ۱۰۹۴]

”مانگ کیا مانگتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ اور میں نے عرض کیا بس یہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا کثرت سجد سے تو میری مدد کر۔“

یعنی تو اکثر طور پر سجدہ کیا کر تو امید ہے کہ میرا ساتھ تجھ کو جنت میں مل جائے گا کیوں کہ سجدہ وہ عبادت ہے جس میں بندہ کو رب سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من صلی البردین دخل الجنة۔“ [مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلواتی الصبح والعصر والمحافظة علیہا، رقم الحدیث: ۱۴۳۸]

”جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔“ ان نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”من غدا الی المسجد او راح اعدا الله له فی الجنة نزلاً کلما غدا او راح۔“ [مسلم، کتاب المساجد، باب المشی الی الصلوٰۃ، تمحی بہ الخطایا وترفع بہ الدرجات، رقم الحدیث: ۱۵۲۴]

”جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد میں گیا اللہ رب العزت اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار کرے گا ہر صبح و شام۔“

ظاہر ہے آدمی کا پیدل چل کر مسجد میں آنا فریضہ نماز کی ادائیگی کے لیے ہوتا ہے۔ اور جو بھی یہ عمل اپنائے وہ اس فضیلت کا مستحق ٹھہرے گا۔ حضرت ابوقادہ ربیع سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قال الله تعالیٰ انی فرضت علی امتک خمس صلوات وعهدت عندی عهداً انه من جاء یحافظ علیہن لوقتهن ادخلته الجنة ومن لم یحافظ علیہن فلا عهد له عندی۔“ [ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات، رقم الحدیث: ۴۳۰]

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے ساتھ عہد کیا کہ جو انہیں وقت پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان کی محافظت نہیں کرے گا اس کے لیے میرے ہاں کوئی عہد نہیں۔“ ایک دوسری جگہ پر یوں ارشاد ہوا:

”خمس من جاء بهن مع ایمان دخل الجنة۔“ [ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب فی المحافظة علی وقت الصلوات، رقم الحدیث: ۴۲۹]

”جو شخص ایمان کے ساتھ پانچوں نمازیں لے کر (اللہ کے دربار میں) آئے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا اور کہا: یا رسول اللہ!

”کم افترض اللہ عزوجل علی عبادہ من الصلوات قال افترض اللہ علی عبادہ صلوات خمساً قال یا رسول اللہ هل قبلهن او بعدهن شیئاً، قال افترض اللہ علی عبادہ صلوات خمساً فخلف الرجل لا یزید علیہ شیئاً ولا ینقص منه شیئاً، قال رسول اللہ ان صدق لیدخلن الجنة۔“ [نسائی، ابواب الصلوة، باب کم فرضت فی الیوم واللیلة، رقم الحدیث: ۴۶۰]

”اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ان (پانچ نمازوں) سے پہلے یا بعد کوئی اور نماز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر فرض (صرف) پانچ نمازیں کی ہیں۔ آدمی نے قسم اٹھائی کہ وہ نہ تو اس پر کچھ زیادہ کرے گا اور نہ ہی اس سے کچھ کم۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس نے سچ کہا ہے تو ضرور ضرور جنت میں داخل ہوگا۔“

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتلائے جو مجھے جنت میں لے جانے کا سبب بنے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تعبد اللہ ولا تشرك به شیئاً وتقیم الصلوة تؤتی الزکوۃ وتصل الرحم ذرہا کانه کان علی راحلہ“ اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کر، رشتہ داری کو ملا، باگ کو چھوڑ دے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے۔“ [نسائی، ابواب الصلوة، باب

ثواب من اقام الصلوة، رقم الحدیث: ۴۹۹]

نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک آدمی نے اونٹنی کی باگ کو پکڑ لیا اور مسئلہ پوچھنے لگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتا دیا تو کہا کہ اب اسے چھوڑ دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اذ اقرأ ابن آدم السجدة فسجد اعتزل الشیطان یسکی یقول یا ویلتی امر ابن آدم با السجود فسجد فله الجنة۔ وامرت با السجود فأبیت فلی النار۔“

”جب آدم کا بیٹا سجدے کی آیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس سے دور ہو کر رونا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے مجھے افسوس ہے کہ آدم کے بیٹے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے؟ مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا میں نے انکار کیا، میرے لیے دوزخ ہے؟“ [ابن ماجہ، ابواب اقامة الصلوات والسننہ فیہا، باب

سجود القرآن، رقم الحدیث: ۱۰۵۲]

گناہوں کو مٹانے کا ذریعہ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَذُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا﴾ ”آپ دن کے دونوں طرفوں کے اوقات میں اور کچھ رات گئے نماز قائم کیجیے۔ بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ ایک یاد دہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔“ [ہود: ۱۱۴]

جو آدمی نماز پنجگانہ کو مکمل خشوع و خضوع اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے ادا کرے اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ از خود معاف ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی آدمی نے ایک (انصاری) عورت کا بوسہ لے لیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اپنا گناہ بیان کیا تو اس وقت یہ آیت اتری:

مولانا حافظ محمد شریف صاحب کی والدہ محترمہ کی وفات

حضرت مولانا حافظ محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ، (مدرس مرکز تربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد) کی محترمہ والدہ صاحبہ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ بمطابق ۲۲ جنوری ۲۰۰۸ء بروز منگل بقضائے الہی وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بڑی صالحہ، نیک خصال، شب زندہ دار خاتون تھیں۔ اراکین ادارہ الاعتصام مرحومہ کی وفات پر تعزیت کناں ہیں اور محترم حافظ محمد شریف صاحب و دیگر لواحقین کے غم میں شریک ہیں اور قارئین سے بھی مرحومہ کی مغفرت کے لیے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

[محمد سلیم چنیوٹی]

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ
الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ [ہود: ۱۱۴]
”آپ دن کے دونوں طرفوں کے اوقات میں اور کچھ رات
گئے نماز قائم کیجیے۔“

(یہ آیت سننے کے بعد) اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ!
”الیٰ هذا قال لجميع امتی کلہم۔“

اے اللہ کے رسول ﷺ یہ امر (نماز سے صغیرہ گناہوں کا
معاف ہو جانا) خاص میرے لیے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ
میری ساری امت کے لیے ہے۔ [بخاری، کتاب مواقیب الصلوۃ،
باب الصلوۃ کفارة، رقم الحدیث: ۵۲۶۔ مسلم کتاب التوبۃ، باب قوله
تعالیٰ ﴿ان الحسنات یذہبن السیئات﴾ رقم الحدیث: ۲۷۶۳]

❀.....❀.....❀

ضرورت عالم تفسیر قرآن

دینی مدرسہ سے فارغ التحصیل، معمر عالم تفسیر علوم القرآن والحديث کی ضرورت ہے۔
تفسیر قرآن (مراجعة، تالیف، تعلیم، نشر) کا تجربہ ضروری ہے۔

نقول مستندات علمیہ، تجربہ و بیانات شخصیہ

❀.....❀.....❀

ڈاکٹر منیر احمد قاضی

Post Office Box: 44539, Hawalli, 32060, Kuwait

صحیحین میں غنائے جاریتین کی روایت

اہل اشراق کے جواب کا جائزہ

ابوالہدیر ارشاد الحق اثری، فیصل آباد

امام دارقطنی:

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس روایت پر اشراق کی تنقید جس ”ضابطہ“ کی بنیاد پر ہے اس کے جواب میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ اس حدیث پر صحت کا حکم لگانے والے بعض وہ ہیں جن کا حزم و احتیاط اور ان کا تتبع سب کے ہاں مسلم ہے۔ پھر تنہا ان کے حکم پر ہی کیا موقوف، متاخرین نے بھی انہی اصولوں کے تحت ان روایات کا مزید جائزہ لیا اور ان کی موافقت کی۔ متقدمین کی نگاہوں میں ذخیرہ احادیث تھا۔ ایک ایک روایت کی متعدد اسانید انہیں از بر تھیں اور یوں لاکھوں احادیث کے وہ حافظ تھے۔ الخ

ہماری اس گزارش کے جواب میں ایک بات یہ بھی کہی گئی کہ امام دارقطنی فن رجال و علل کے جلیل القدر امام ہیں۔ علم حدیث میں ان کی وسعت نظر، مہارت اور اجتہادی بصیرت پوری طرح مسلم ہے۔ دکتور عبداللہ بن محمد نے کتاب العلل کی ڈیڑھ سو روایات کا جو امام زہری کی سند سے مروی ہیں دلائل سے امام دارقطنی کے نتائج تحقیق سے اختلاف کیا۔ اس لیے متقدمین کی تحقیق سے اختلاف کا نتیجہ امام زہری کی روایت کی تضعیف کی صورت میں نہیں بلکہ ان کی تصحیح و تحسین کی صورت میں نکلا۔ ملخصاً [اشراق، ص: ۴۹، ۵۰]

اشراق کی روایتی طنز و تحریض سے قطع نظر ان کے کلام کا خلاصہ ہم نے عرض کر دیا۔ صحیحین کی روایات کے حوالے سے ہم نے جو بات عرض کی تھی، اس سے صرف نظر کر کے ”متقدمین محدثین“ میں سے امام دارقطنی کی العلل پر نقد و تبصرہ سے اہل اشراق نے یہ تاثر دیا ہے کہ امام دارقطنی تو متقدمین محدثین میں سے ہیں۔ جن کی نگاہوں میں ذخیرہ

حدیث تھا، ایک ایک روایت کی متعدد اسانید انہیں از بر تھیں، لیکن دور حاضر کے ایک فاضل نے ان سے اختلاف کیا۔ اور نتیجہ امام دارقطنی سے مختلف نکلا۔ اس لیے صحیحین کی روایات پر نقد و تبصرہ اور نئے تنقیدی زاویوں کے امکان کی نفی نہیں چاہیے، ان کا از سر نو جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ مگر ان کی یہ بات بھی درست نہیں۔

اولاً: تو راقم کے کلام میں ”متقدمین محدثین“ کا لفظ جس تناظر میں تھا، افسوس اہل اشراق نے اس پر توجہ نہیں دی۔ صحیحین کی وہ روایات جن پر ائمہ محدثین میں سے کسی نے تنقید نہیں کی وہ روایات یقیناً صحیح ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم کے اتفاق کے علاوہ ان کے معاصرین اور متاخرین کی ہمنوائی نے ان احادیث کی صحت کو یقینی بنا دیا ہے۔ ”متقدمین محدثین“ اور متقدمین محدثین میں سے کسی ایک کی رائے کا فرق محسوس کر لیتے تو وہ شاید یہ تکلف نہ فرماتے۔

ثانیاً: امام دارقطنی کی العلل کے حوالے سے یہ بات اہل اشراق کے لیے انکشاف کا باعث ہو تو ہو۔ ہمارے لیے اس میں کوئی فکر مندی کی بات نہیں۔ ان کی ”اللزائمات والتتبع“ کا جو تتبع حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اور علامہ نووی رحمہ اللہ نے کیا اہل اشراق اس سے یقیناً واقف ہیں۔ امام دارقطنی بلاشبہ عظیم محدث ہیں اور علم حدیث میں ان کی اجتہادی بصیرت بھی مسلم ہے۔ تاہم امام بخاری رحمہ اللہ کے تقابل میں ان کی جو پوزیشن تھی علامہ کشمیری کی زبان سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

”ان الدار قطنی یمشی علی القواعد الممہدة
عندہم فینازعہ من القواعد، وشأن البخاری أرفع

من ذلك فإنه يمشى على اجتهداه وينظر إلى خصوص المقام وشهادة الوجدان، وإنما القواعد لغير الممارس على حد التحديد للعوام فيما لم يرد التحديد من الشارع۔“ الخ

[فيض الباری، ج: ۱، ص: ۵۷]

”امام دارقطنی تو ان قواعد مصطلحہ کی بنیاد پر اختلاف کرتے ہیں جو ان کے ہاں پائے جاتے ہیں مگر امام بخاری کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ وہ اپنے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں اور مقام کی خصوصیت اور وجدان کی شہادت کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ قواعد تو غیر ماہرین اور عوام کی پابندی کے لیے ہوتے ہیں جو شارع علیہ السلام کی تحدید کو قبول نہیں کرتے۔“

یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری پر امام دارقطنی کے انتقاد کو اہل علم نے قبول نہیں کیا۔ اہل اشراق کو اتنی بات تو ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے کہ زیر بحث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر تو امام دارقطنی کیا، کسی اور محدث نے بھی اعتراض نہیں کیا۔ امام دارقطنی کے سہارے پر اگر کچھ حضرات تنقید کا حق سمجھتے ہیں تو یہ بات بھی سمجھ میں آ جانی چاہیے کہ ان کی منتقدہ احادیث کے علاوہ باقی احادیث کو محدثین نے یقینی طور پر صحیح تسلیم کیا۔ ان کے اس فیصلے کے بعد پھر ان احادیث پر محض اپنے نظریات کے تحفظ میں تنقید ”سبیل المؤمنین“ سے انحراف نہیں تو اور کیا ہے۔

ہشام بن عروہ کی روایات:

ہشام بن عروہ بالاتفاق ثقہ اور حجت ہیں۔ حافظ ذہبی نے انھیں الامام، الثقلہ، شیخ الاسلام کے القاب سے یاد کیا ہے۔

[السیر، ج: ۶، ص: ۳۴]

زیر بحث روایت میں وہ اپنے والد عروہ عن عائشہ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ اس روایت پر نقد کرتے ہوئے پہلے تو یہ تاثر دیا گیا کہ ایک کے علاوہ باقی روایات میں امام ہشام کا اپنے باپ سے سماع نہیں۔ اس بارے میں ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا تو انھوں نے تسلیم کر لیا کہ ہشام کا اپنے والد سے سماع نکتہ اختلاف نہیں۔ دوسرا اعتراض یہ تھا کہ عراق جانے کے بعد ہشام اپنے والد سے روایات

بیان کرنے میں غیر محتاط ہو گئے تھے۔ اس کے بارے میں عرض کیا گیا کہ یہ روایت ہشام سے اس کے بصری تلامذہ بھی کرتے ہیں۔ جواباً فرمایا گیا کہ اعتراض کا تعلق اہل کوفہ کی روایات سے نہیں بلکہ کوفہ میں ہشام کی بیان کردہ مرویات سے ہے۔ اس لیے ان سے روایت کرنے والے کسی بھی شہر سے ہوں، اگر انھوں نے ہشام سے کوفہ میں آنے کے بعد ہی سماع کیا ہے تو ان کی مرویات کا حکم اس دور کی دیگر مرویات سے مختلف نہیں ہو سکتا۔ ہم نے عرض کیا محترم! ہشام سے یہ روایت ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے کی ہے وہ گو کوئی ہے مگر انہیں ہشام سے جو اختصاص حاصل تھا اس حوالے سے امام احمد نے وضاحت فرمادی ہے کہ ہشام سے روایت کرنے میں حماد بن اسامہ سے بہتر روایت کرنے والا اور کوئی نہیں وہ ان سے چھ سو احادیث بیان کرتے ہیں اور ستر کے قریب تو وہ روایات ہیں جو بخاری اور مسلم میں ہیں۔ انھوں نے ہشام سے حماد کی منفرد روایات کی بھی تحسین کی ہے۔ ”امام احمد کی ان وضاحتوں کے بعد کوئی عقل مند کہہ سکتا ہے کہ ابو اسامہ حماد بن اسامہ عراقی ہیں، ہشام کی عراق میں بیان کردہ روایات مخدوش ہیں۔ لہذا ابو اسامہ کی یہ روایت بھی ان کے وہم کا نتیجہ ہے۔“ ہماری اس وضاحت کے باوجود افسوس یہ کہہ کر اطمینان کا اظہار کر لیا گیا کہ ”اپنے حالیہ مضمون میں مولانا محترم نے اس نکتے سے کوئی تعرض نہیں فرمایا۔“

[اشراق، ص: ۱۸۵]

قارئین اشراق تو یقیناً اسے صحیح باور کریں گے کہ سچ ہے ان کا فرمایا ہوا۔ مگر ان سے التماس ہے کہ جون ۲۰۰۷ء کا شمارہ نمبر ۶ کا پہلے ص: ۲۷ کی سطر ۱۳، ۱۴ ملاحظہ فرمائیں، جس میں ہم نے عرض کیا ہے کہ ”رہی یہ بات کہ ہشام کے بصری تلامذہ نے بھی ان کے کوفہ آنے کے بعد سماع کیا ہے، مدینہ میں نہیں تو اس کی وضاحت آئندہ آرہی ہے“ اس کے بعد اس کا ص: ۴۱ کی سطر ۲۰، ۲۱، ۲۳ ملاحظہ فرمائیں۔ جسے ہم ابھی اوپر قوسین میں نقل کر آئے ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ حماد بن اسامہ کی ہشام سے پانچ یا چھ روایات کی نشان دہی کرتے جن کے بارے میں محدثین نے صراحت کی ہو کہ ان میں حماد سے خطا ہوئی ہے اور اس کی بھی نفی کرتے کہ حماد کو ہشام سے کچھ اختصاص حاصل نہیں۔

مگر وہ یہ تو نہ کر سکے الاطفال تسلی کے طور پر کہہ دیا کہ ”ہمارے اس نکتے سے کوئی تعرض نہیں فرمایا گیا“ سبحان اللہ۔

یہاں یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ ہشام کے کوفہ جانے کے بعد جو اعتراض اہل اشراق نے اٹھایا ہے اور فرمایا ہے کہ مدینہ طیبہ میں بیان کی ہوئی روایت تو درست ہیں کوفہ میں بیان کی ہوئی محل نظر ہیں اور یقینی طور پر متصل نہیں۔ اپنے حالیہ مضمون میں انھوں نے اس کی غیر شعوری طور پر نفی کی ہے، فرماتے ہیں:

”حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملے کی روایت ”ہشام عن عروۃ عن المسور بن مخرمہ“ کی سند سے نقل کی گئی ہے۔ ہشام کے شاگردوں میں زائدہ، اسماعیل بن زکریا، علی بن مسہر، ابو ضمہ، لیث بن سعد، مفضل بن فضالہ، ابواسامہ، حماد بن سلمہ، ابو معاویہ اور عبدہ اسے عن المسور بن مخرمہ کے الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔ جب کہ امام مالک نے اسے ”ان المسور بن مخرمہ أخبرہ“ کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔ امام دارقطنی العلل [ج: ۲، ص: ۲۰۱] میں فرماتے ہیں کہ امام مالک کا یہ قول کہ مسور بن مخرمہ نے ہشام کو خبر دی ان کا وہم ہے۔ کیوں کہ ان کے برخلاف ”عن“ سے روایت کرنے والے راویوں کی تعداد زیادہ ہے۔“

[اشراق ص: ۶۳، ۶۴ حاشیہ]

اہل اشراق انصاف فرمائیں ہشام سے یہ روایت کرنے والے امام مالک، مدنی ہیں یا نہیں۔ ان کے مقابلے میں جن جن کا نام لیا گیا وہ سب کوئی اور مصری ہیں۔ بجز ابو ضمہ انس بن عیاض کے۔ امام مالک تو کوفہ گئے ہی نہیں جب کہ ابو ضمہ کے بارے میں احتمال ہے کہ اس نے بھی ہشام سے کوفہ ہی میں سماع کیا ہے جیسے لیث اور مفضل کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے۔ اگر بصری راویوں کی روایت میں یہ احتمال موجود ہے کہ انھوں نے ہشام کے عراق جانے کے بعد سماع کیا ہے تو ابو ضمہ، لیث اور مفضل کے بارے میں یہ احتمال کیوں نہیں؟ مگر امام مالک کے بارے میں یہ احتمال قطعاً نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کے باوجود ہشام سے امام مالک شیخ اہل المدینہ کی روایت مروجہ اور ان

کے مقابلے میں دوسروں کی روایت رائج۔ یہاں امام مالک کی سند کو مروجہ قرار دینا کیا اہل اشراق کے دعویٰ کے منافی نہیں؟

غلطی ہائے مضامین مت پوچھ:

یہاں یہ بات مزید بڑی عجیب ہے فرمایا یہ گیا ہے کہ ”معنعن روایت کی کسی ایک آدھ سند میں تحدیث کی صراحت آجائے تو کیا اس میں راوی کے تصرف کا احتمال نہیں ہوتا اور کیا وہ اتصال کا حتمی قرینہ قرار پاجاتی ہے“ اسی ”فیصلہ“ کی تائید میں انھوں نے امام مالک کی ہشام سے حضرت عمرؓ پر قاتلانہ روایت کو امام دارقطنی کے حوالے سے پیش کیا۔ گویا اہل اشراق کے نزدیک راوی مدلس نہ ہو تو اس کی ہر روایت میں اتصال کی صراحت ہی اس کے متصل ہونے کا حتمی قرینہ ہے معنعن ہونے کی صورت میں اگر کوئی راوی سماع کی صراحت کر دیتا ہے تو اس میں راوی کے تصرف اور انقطاع کا احتمال باقی رہے گا۔ حالاں کہ ان کی یہ رائے قطعاً غلط ہے۔ جمہور محدثین تو راوی مدلس نہ ہو اور مروی عنہ سے اس کی معاشرت ہو اس کی معنعن روایت کو متصل قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام علی بن مدینی اور امام بخاری وغیرہ لقاء کی شرط بھی اتصال کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ مقدمہ صحیح مسلم اور اصول حدیث کی تمام کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کی تفصیل یہاں تطویل کا باعث بنے گی۔ اگر اہل اشراق اپنے اس موقف پر کبار محدثین کی شہادت پیش کر دیں تو ہم ان کے شکرگزار ہوں گے۔ ورنہ ہم سمجھیں گے کہ ان کا یہ موقف بھی اسی طرح غلط ہے جیسے ثقہ کی زیادتی کے بارے میں ان کا موقف غلط ہے اور صحیحین کی اس روایت کے بارے میں غلط ہے۔

رہی اس موقف پر ان کی العلل الدارقطنی کی مثال تو یہ بھی امام دارقطنی کے کلام پر عدم تدرک کا نتیجہ ہے۔ یا عجلت میں وہ امام دارقطنی کی بات سمجھ نہیں سکے۔

اولاً: فرمایا گیا کہ ”ہشام کے شاگردوں میں سے زائدہ، اسماعیل بن زکریا، علی بن مسہر، ابو ضمہ، لیث بن سعد، مفضل، ابواسامہ، حماد، ابو معاویہ اور عبدہ اسے عن المسور بن مخرمہ کے الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔“

حالاں کہ ہشام سے یہ حضرات ”عن المسور بن مخرمه“ سے نہیں بلکہ ”ہشام عن ایہ عن سلیمان بن یسار عن المسور بن المخرمه“ کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں:

”فرواه زائدة واسماعيل بن زكريا وعبدہ وغیرہم عن ہشام بن عروہ عن ایہ عن سلیمان ابن یسار عن المسور بن مخرمه۔“

[العلل، ج: ۲، ص: ۲۰۱]

ثانیاً: امام دارقطنی کا اس کے بعد کلام کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ”امام مالک کا یہ قول کہ مسور بن مخرمه نے ہشام کو خبر دی ان کا وہم ہے“ حالاں کہ مسور بن مخرمه نے ہشام کو نہیں عروہ کو خبر دی ہے۔ الفاظ ہیں:

”وقول مالك عن هشام عن اييه ان المسور بن مخرمة أخبره وهم منه۔“

معلوم نہیں یہاں مسور نے ہشام کو خبر دینے کی بات، ہشام ”خوہ“ کا نتیجہ ہے یا یہ سہو کتابت ہے۔

ثالثاً: یہاں سرے سے صراحت سماع اور معتن بھی ”عن المسور بن مخرمة“ اور ”ان المسور بن مخرمة أخبره“ کا کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ امام دارقطنی تو کہنا چاہتے ہیں کہ امام مالک نے جو ”ہشام عن ایہ عن المسور بن مخرمة أخبره“ سے روایت کی ہے عروہ اسے براہ راست مسور سے بیان کرتے ہیں اس میں امام مالک کا وہم ہے۔ کیوں کہ ہشام کے متعدد شاگرد عروہ اور مسور بن مخرمه کے مابین سلیمان بن یسار کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ یعنی اصل مسئلہ سلیمان بن یسار کے واسطہ کا ہے۔ امام مالک نے ہشام سے جو بلا واسطہ بصراحت سماع عروہ کی مسور سے روایت ذکر کی، اس میں امام مالک کا وہم ہے۔ امام دارقطنی نے ”الاحادیث التي خولف فيها مالك“ ص: ۸۱، ۸۲ میں بھی یہی بات کہی ہے اور فرمایا ہے کہ ”هذا لم يسمعه عروة من المسور“ یہ حدیث عروہ نے المسور سے نہیں سنی، اور دلیل یہی ہے کہ ایک جماعت نے اسے بواسطہ سلیمان بن

یسار، مسور بن مخرمه سے بیان کی ہے۔

رابعاً: اہل اشراق کے علم میں یہ تو ہوگا کہ عروہ مدلس نہیں ہیں۔ اور ”عروہ عن المسور“ کی روایات صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ اور کتب تراجم میں عروہ کے مشائخ میں المسور بن مخرمه کا نام بھی موجود ہے۔ اس لیے بھی یہاں صراحت سماع یا معتن کا مسئلہ ظلمات بعضہا فوق بعض کا مصداق ہے۔

خامساً: امام دارقطنی رحمہ اللہ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ

ورواه جرير وعبد الله بن ادريس وعيسى بن يونس

ومحمد بن دينار عن هشام عن اييه عن المسور۔“

”کہ اس روایت کو جریر، عبد اللہ بن ادریس، عیسیٰ بن یونس،

محمد بن دینار، ”ہشام عن عروہ عن المسور“ کی سند

سے بیان کرتے ہیں۔“ [العلل، ج: ۲، ص: ۲۱۰]

درمیان میں سلیمان بن یسار کا واسطہ ذکر نہیں کرتے۔ مگر اس کے باوجود امام دارقطنی رحمہ اللہ سلیمان بن یسار کے واسطہ سے ہی اسے صحیح قرار دیتے ہیں۔ جس سے یہ بات تو ثابت ہوئی کہ امام مالک اسے بلا واسطہ ذکر کرنے میں منفرد نہیں ہیں۔ مگر افسوس اہل اشراق نے امام دارقطنی کے پورے کلام کو نقل ہی نہیں کیا۔

سادساً: یاد رہے کہ امام مالک، جریر، عبد اللہ بن ادریس، عیسیٰ اور محمد بن دینار کے علاوہ عبد اللہ بن نمیر اور کعب بھی اسے ”ہشام عن عروہ عن المسور“ سے بلا واسطہ ہی روایت کرتے ہیں۔ المصنف لابن ابی شیبہ [ج: ۱۱، ص: ۲۵]، ابن سعد [ج: ۳، ص: ۳۵۰]، سائل الامام احمد روایت ابن عبد اللہ [ج: ۱، ص: ۱۹۳] وغیرہ۔ بلکہ ابوالزناد بھی عروہ عن المسور روایت کرتے ہیں۔ [شرح اصول اعتقاد اہل السنة، ج: ۴،

ص: ۸۲۵، الزهد لاحمد: ۱۲۷]

اس لیے امام مالک اسے بلا واسطہ بیان کرنے میں منفرد نہیں۔ یہ روایت ”المزید فی متصل الاسانید“ کی ایک مثال ہے۔ جو انواع علوم الحدیث کی ایک نوع ہے۔ اسے ”سلیمان بن یسار“ کا اضافہ کرنے والوں کی بنیاد پر امام دارقطنی کا منقطع قرار دینا درست نہیں۔ یہی بات قدرے تفصیل سے شیخ سلیم ہلالی رحمہ اللہ نے الموطا کے

حواشی [ج: ۱، ص: ۲۸۶، ۲۸۷] میں کہی ہے۔ اہل اشراق اسے بھی امام دارقطنی کے اوہام میں شمار کر لیں۔ جیسا کہ انھوں نے دکتور عبداللہ بن محمد حسن کی کتاب ”مرویات الامام الزھری المعلہ فی کتاب العلل“ کے حوالے سے ان کے اوہام کا اشارہ کیا اور امام دارقطنی کے نتائج تحقیق سے اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ اس لیے اس روایت کی سند میں اختلاف کو اپنے نقطہ نظر کی تائید میں پیش کرنا بہر نوع غلط ہے اور کئی اصولی بے خبریوں پر مشتمل ہے۔

سابعا: یہی ایک روایت نہیں کہ امام مالک نے ہشام سے جس سند سے روایت کیا ہے۔ ہشام کے دوسرے تلامذہ ان سے اختلاف سند سے روایت کرتے ہیں۔ بلکہ امام دارقطنی نے ”الاحادیث التی خولف فیہا مالک بن انس“ میں اور روایات بھی ذکر کی ہیں۔ چنانچہ پہلی حدیث امام مالک ”ہشام بن عروہ عن ایہ أن اسماء بنت ابی بکر“ کی سند سے روایت کرتے ہیں جسے انھوں نے الموطا ”کتاب الحج باب لبس الثیاب المصبغة فی الاحرام“ میں روایت کیا ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان، ابواسامہ حماد بن اسامہ، حماد بن زید وغیرہ اسے ”ہشام عن فاطمة بنت المنذر عن اسماء“ کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ ”وہو الصواب“ اور وہی درست ہے۔ [الاحادیث التی خولف، ص: ۷۶]

امام بیہقی نے السنن [ج: ۵، ص: ۵۹] میں یہ اختلاف سند امام مسلم سے بھی نقل کیا ہے کہ امام مالک کے علاوہ ہشام کے باقی تلامذہ حماد بن اسامہ، ابواسامہ، حاتم بن اسماعیل، ابن نمیر اسے ہشام سے بواسطہ فاطمہ عن اسماء بیان کرتے ہیں عروہ کے واسطہ سے نہیں۔ ابن ابی شیبہ [ج: ۳، ص: ۱۴۳، رقم: ۱۲۸۷۲] میں عبدة بن سلیمان بھی ہشام عن فاطمہ کی سند سے بیان کرتے ہیں۔ غور فرمائیے ہشام سے یہ روایت کرنے والے بصری اور کوئی ہیں۔ صرف حاتم بن اسماعیل ہیں اور وہ بھی اصلاً کوئی ہیں۔ بعد میں مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنا لیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

مگر یہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی کہ وہ کوفہ سے کب گئے ہیں۔ انکی وفات ۱۸۷ھ میں ہوئی ہے جب کہ ہشام ایک عرصہ پہلے ۱۴۵ یا ۱۴۶ھ

میں فوت ہوئے۔ اور حاتم کے مشائخ کی فہرست میں مدنی اور کوئی اساتذہ کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ بصری اور کوئی تلامذہ ہشام سے جس سند سے روایت کرتے ہیں امام مالک رحمہ اللہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ اہل اشراق کے نقطہ نظر پر چاہیے تو یہ تھا کہ امام مالک کی روایت کو رائج قرار دیا جاتا کہ وہ مدنی ہیں اور مدینہ ہی میں انھوں نے ہشام سے سماع کیا ہے۔ مگر امام دارقطنی ہشام سے بصری اور کوئی تلامذہ کی روایت کو رائج قرار دیتے ہیں۔ جس سے ہمارے اس موقف کی تائید ہوتی ہے کہ ہشام کے مدینہ طیبہ سے جانے کے بعد کی تمام روایات محل نظر نہیں۔ جیسا کہ اہل اشراق باور کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ دونوں اسانید درست ہیں عروہ کے واسطہ سے جیسا کہ امام مالک نے بیان کیا اور مسور کے واسطہ سے بھی۔

انھوں نے اپنے موقف کی تائید میں امام ابن عبدالبر کی التمهید [ج: ۱۲، ص: ۱۱۹، ۱۲۰] کے حوالے سے ایک عبارت نقل کی ہے جس میں ہشام کے بعض تلامذہ مثلاً حماد بن سلمہ، ابوعوانہ اور وہب وغیرہ کی نقل کردہ ایک روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں امام مالک کی روایت رائج ہے اور ان کے مخالف جو حماد وغیرہ اہل عراق نے بیان کی ہے وہ کمزور ہے کہ وہ انھوں نے مدینہ سے جانے کے بعد بیان کی ہے۔ [ملخصاً، اشراق، ص: ۵۹، ۶۰]

بلاشبہ امام ابن عبدالبر نے یہ فرمایا مگر اہل اشراق نے اس کے متصل بعد یہ کہہ کر کہ ”یہاں ہشام کی مذکورہ روایت پر کی جانے والی تنقید سے اتفاق یا اختلاف زیر بحث نہیں“ ان کے موقف کی کمزوری کی طرف اشارہ کر دیا۔ جب اصولاً علامہ ابن عبدالبر کے موقف سے اتفاق ہے تو اس روایت پر ان کے تبصرہ پر بھی اتفاق ہونا چاہیے۔ یہ طرز فکر بجائے خود ان کے موقف کی کمزوری کی چغلی کھا رہا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ ان کے غالباً علم میں ہے کہ امام مالک کے خلاف حماد اور وہب وغیرہ نے جو الفاظ ہشام سے بیان کیے ہیں ان میں تطبیق و توفیق کی صورت پائی جاتی ہے اور امام شافعی وغیرہ ائمہ کا موقف وہب وغیرہ کی روایت کے مطابق ہے۔ دونوں میں کوئی ایسا تضاد نہیں کہ ان میں تطبیق نہ ہو سکے۔

”اثبت الرواة عن هشام الثوري ومالك ويحيى القطان وابن نمير والليث بن سعد۔“

[شرح العلل لابن رجب، ص: ۶۸۰]

ہشام سے روایت کرنے میں سب سے زیادہ ثبت سفیان ثوری، مالک، یحییٰ القطان، ابن نمیر اور لیث بن سعد ہیں۔ غور فرمائیے ان میں مدنی تو صرف امام مالک ہیں جب کہ امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن نمیر دونوں کو فی ہشام یحییٰ القطان بصری اور امام لیث مصری ہیں۔ اگر ہشام کی کوفہ میں سب کی سب روایات یقینی طور پر متصل نہیں تو امام مالک کے علاوہ دیگر کو فی اور بصری تلامذہ کو سب سے زیادہ ثبت کہنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس لیے علی الاطلاق ہشام کی روایات کو بایں طور رد کر دینا کہ یہ انھوں نے مدینہ سے باہر بیان کی ہیں اور اس سے روایت کرنے والے کو فی راوی ہیں۔ کسی طور پر درست نہیں بلکہ اندھیرے میں تیر چلانے کے مترادف ہے۔

ہمیں اہل اشراق کی اس بات سے اتفاق ہے کہ ”اہل کوفہ کی نقل کردہ روایات میں یہ واضح تقسیم موجود نہیں کہ فلاں روایات انھوں نے ہشام کے پہلے سفر میں سنی ہیں اور فلاں مرویات دوسرے اور تیسرے سفر میں۔“ لیکن اہل کوفہ ہی کے جن راویوں کی ہشام سے روایات کو وہ اثبت، صحیح اور احسن قرار دیتے ہیں کیا انصاف کا تقاضا نہیں کہ انھیں صحیح تسلیم کیا جائے اور بلاوجہ محض اپنے موقف کے خلاف سمجھتے ہوئے اسے رد نہ کیا جائے۔ بلکہ ہمارے نزدیک تو ان کا ”روایات“ کے حوالے سے یہ مطالبہ بھی اصول شکنی ہے۔ راوی اگر مخطئ ومتغیر ہو تو اس کی روایات میں تفریق اور اس کی صحیح اور غیر صحیح روایات میں تمیز و تقسیم اس کے راویوں کی بنا پر ہوتی ہے کہ کس کس راوی نے اس سے حالت اختلاط میں سنا ہے اور کس نے اختلاط کے بعد۔ اصول حدیث کی تمام کتابوں میں یہ تفصیل موجود ہے۔ جس کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں۔ اس کے برعکس اہل اشراق کا یہ مطالبہ کہ کون سی مرویات اس نے پہلے بیان کی ہیں اور کون سی بعد میں، اسے ان کا اصولی شہکار کہنا چاہیے۔ محدثین کرام کا یہ اصول قطعاً نہیں۔ [جاری ہے]



ہم نے عرض کیا تھا کہ مدینہ طیبہ سے جانے کے بعد ہشام کی تمام روایات کے بارے میں یہ کہنا کہ انہیں یقینی طور پر متصل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ محدثین کی تصریحات کے خلاف ہے۔ چنانچہ تہذیب کے حوالے سے ہم ذکر کر چکے ہیں کہ ہشام کوفہ میں تین بار آئے۔ پہلی بار آئے تو کہتے تھے ”حدثنی ابی قال سمعت عائشہ“ یعنی ارسال نہیں کرتے تھے بلکہ سماع کی صراحت کرتے تھے۔ دوسری بار آئے تو ”اخبرنی ابی عن عائشہ“ کہتے تھے اور تیسری بار آئے تو ”ابی عن عائشہ“ کہتے تھے۔ یعنی باپ سے اور باپ کا حضرت عائشہ سے سماع کا ذکر نہیں کرتے تھے۔

[تہذیب، ج: ۱۱، ص: ۵۰۔ السیر، ج: ۶، ص: ۳۴ وغیرہ]

امام احمد فرماتے ہیں:

”ما احسن حدیث الکوفیین عن هشام بن عروۃ اسند واعنہ اشیاء، قال وما أرى ذلك الا علی النشاط یعنی ان هشام انشطت تارة فیسند ثم یرسل مرة اخرى۔“ [شرح العلل لابن رجب، ج: ۲، ص: ۶۷۹]

”ہشام سے اہل کوفہ کی حدیث کس قدر اچھی ہے وہ اس سے کچھ روایات اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ میں اسے ہشام کے نشاط کا نتیجہ سمجھتا ہوں جب وہ نشاط میں ہوتے تو سند بیان کرتے اور جب پریشانی کی سی کیفیت ہوتی تو مرسل بیان کرتے۔“

انصاف شرط ہے کہ اگر کوفہ جانے کے بعد ہشام کی روایات یقینی طور پر متصل نہیں ہیں تو کوفہ میں ان کی روایات کو صراحت سماع سے ذکر کرنا اور اسناد کے ساتھ بیان کرنے کا کیا مقصد ہے۔ بالخصوص حماد بن اسامہ جن کی ہشام سے روایات صحیحین میں ہیں اور امام احمد نے ان کی ایسی روایات کی تحسین کی ہے۔ تو پھر ابو اسامہ حماد بن اسامہ کی ہشام سے روایت پر ان کے کو فی ہونے کی بنا پر نقد محض ضد اور اپنے موقف کی غلط و کالت نہیں تو اور کیا ہے؟

مزید دیکھیے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قیمتی اقوال

انتخاب: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی

زیر نظر مضمون مناظر اسلام حضرت مولانا غلام رسول مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (ساکن گلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ) نے مرشد کامل کے عنوان سے ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث روپڑ کی جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۱۱ میں اور اس کی دوسری و آخری قسط شمارہ نمبر ۲۰، یکم اگست ۱۹۳۲ء کو شائع ہوئی تھی۔ مضمون کی فوٹو کاپی راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ عوام الناس کی اصلاح و تربیت کی غرض سے نادر تحریر پیش خدمت ہے۔ اس سے کسی کی دل آزاری ہرگز ہرگز مقصود و مطلوب نہیں بلکہ اصلاح اور اصل حقائق سے آگاہ کرنا ہے۔ اسے پڑھیں اور جس قدر ممکن ہو سکے اس کو آگے پھیلائیں تاکہ غیر شرعی امور جو اس وقت امت مسلمہ میں رائج ہیں ان کا قلع قمع ہو سکے۔ میں نے اس کا عنوان مرشد کامل کی بجائے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قیمتی اقوال تجویز کیا ہے۔

[حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاھروی، کوٹ رادھا کشن قصور]

شہر گجرات پنجاب پاکستان میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مولوی محمد الدین صاحب بھی ہیں۔ مولوی صاحب نے ایک کتاب موسومہ ”فیض ہدایت“ شائع کی ہے۔ جس میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے پیر کامل کی علامات لکھی ہیں۔ جن سے دو ضروری علامتیں لکھتا ہوں۔ اگر بریلوی احناف ان دو علامتوں پر عمل کر لیں تو اہل حدیث و احناف کے جھگڑے بالکل معدوم ہو جائیں۔ کیوں کہ یہی دو علامتیں ہیں جن کی طرف اہل حدیث دنیا کو بلا رہے ہیں۔ پس ناظرین بغور پڑھیں اور منصفانہ نتیجہ اخذ کر کے انصاف کو داد دیں۔ اصل عبارت فارسی میں ہے اس لیے اس کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ پیش خدمت ہے:

①.....مرد کامل آں را گویند کہ بر طریق رسول اللہ ﷺ تعلیم

و تلقین نماید۔ [فیض ہدایت، ص: ۴۳]

”مرد کامل اس کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے طریق پر تعلیم دے اور تلقین کرے۔“

مرشد مثل صحابہ رضی اللہ عنہم باید و طالب مثل تابعین۔ [ص: ۱۱]

”مرشد صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ہونا چاہیے اور طالب تابعین کی طرح یعنی سیکھنا سکھانا ان کے طریق پر ہو۔“

بر مرشدہ شرائط لازم آمد اول اتباع سنت دوم خلوص نیت سوم قبول اسلام۔ [ص: ۵۵]

”ہر مرشد پر تین شرطیں لازم ہیں: ① اتباع سنت، ② خلوص نیت، ③ قبول اسلام۔“

④.....سلطان باہو میگویند کہ پیر کامل آنند کہ از زیارت اوشان خدا یاد آید چنانچہ فرمود آنحضرت ﷺ ﴿هم الذين اذا رادوا ذكر الله﴾ آں آنند کہ ہر گاہ دیدہ شوند یاد آید خدا و از مجلس ایشان نخست ما سوائے اللہ دفع گردد۔ [ص: ۵۰]

”پیر کامل وہ ہے کہ ان کی زیارت سے خدا یاد آئے جیسے حدیث میں ہے کہ بزرگ وہ ہیں جب ان پر نظر پڑے تو خدا یاد آجائے اور ان کی مجلس سے غیر اللہ کی نحوست دور ہو جائے۔ ان ہر چار حوالجات کا مطلب یہ ہے کہ پیر بحیثیت مسلمان ہونے کے شریعت محمد ﷺ یعنی آنحضرت ﷺ کی سنت کا پورا متبع ہو اور اس کی مجلس سے خدا یاد آجائے اگر اس میں یہ نشان نہ ہوں تو اس کے متعلق حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔“

پس اگر ازیں اوصاف مذکورہ صفۃ فوت شود عمل او مردود گردد مثلاً

شخصی مسلمان از زنی نامحرم بے مزامیر و بامزامیر سرود و استماع میکند کہ از ال شوق الہی ترقی گیرد حالانکہ فاعل مسلمان است و بہ نیت ہم خلوص شوق خدا است لاکن ایں صورت مخالف سنت رسول خدا است عمل او مردود دست و گاہے بکمال نخواستہ رسید (بیت)

خلاف پیہر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواستہ رسید اگر شخصے مسلمان نماز نوافل دراز بروئے مردماں میگذازد گوایں اتباع سنت است لاکن بسبب عدم اخلاص عمل او مردود ست چنانچہ بیت است

کلید در دوزخ است آں نماز کہ در نظر مردم گزاری دراز و اگر کافرے صدقہ و خیرات وصلہ رحم میکند گوایں اتباع سنت است و ہم خلوص نیت است لاکن بہ سبب عدم اسلام فعل او نابود و مردود است۔ [ص: ۵۰]

حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ صاحب فرمودند اے مومن طلب حق در متابعت رسول اللہ ﷺ است بقول تعالیٰ:

﴿ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله﴾
 بگو اے محمد ﷺ اگر خواہید شما کہ دوستدار دشمارا اللہ تعالیٰ پس اطاعت کنید امر او دوست دارد دشمارا اللہ تعالیٰ۔
 پس ہر کہ غیر متابعت حضور ﷺ شیخ زادگی خود را راہبر و پیشوا سازد اوضال و مضل ست کما قال جنید البغدادی رحمہ اللہ

اذا رأیت صوفیا ولم یکن علی یمینہ تفسیر و علی شمالہ احادیث تعلم انه شیطان وما صدر عنه مکر و استدراج۔

ہر گاہ بنی صوفی راہ نباشد بر جانب راست او قرآن و بر جانب چپ او احادیث پندار تحقیق آں شیطان است آنچہ صادر شود از اوے مکر و استدراج است یعنی ہر کہ اقوال و افعال او برخلاف شرع محمدی باشد آں صوفی را شیطان منسوب کردہ و از اں اجتناب تمام باید۔ [ص: ۷۵]

اگر اوصاف مذکورہ سے ایک وصف بھی فوت ہو جائے تو ایسے شخص کا عمل مردود ہے جیسے کوئی غیر محرم عورت سے مزامیر کے ساتھ یا بغیر مزامیر سرود سنے تاکہ اس سے عشق الہی بڑھے۔ اگرچہ اس کام کے کرنے والا مسلمان ہو اور نیت بھی اس کی خالص ہو لیکن اس کا عمل مردود ہے۔ کیوں کہ سنت رسول ﷺ کے خلاف ہے اور ایسا شخص کبھی کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔ جیسے شیخ سعدی فرماتے ہیں:

”جو شخص رسول ﷺ کے خلاف رستہ اختیار کرے وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچے گا۔“

اور اگر کوئی شخص لوگوں کے سامنے نماز لمبی پڑھتا ہے اگرچہ بظاہر یہ سنت کا تتبع ہے لیکن نیت اس کی فاسد ہے اس لیے اس کا عمل بھی مردود ہے جو نماز تو لوگوں کے سامنے لمبی پڑھے وہ درازی دوزخ کی کنجی ہے اور اگر کافر صدقہ خیرات، صلہ رحمی کرے تو اگرچہ یہ اتباع سنت ہے اور نیت میں بھی خلوص ہے لیکن بوجہ کفر کے اس کا عمل بھی مردود ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمہ اللہ صاحب فرماتے ہیں:

اے مومن! حق کی طلب رسول اللہ ﷺ کی تابع داری میں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”(اے محمد ﷺ) تو کہہ دے اگر تم اللہ سے دوستی رکھتے ہو تو میری تابع داری کرو اللہ تعالیٰ تم سے دوستی رکھے گا۔“

پس جو شخص رسول اللہ ﷺ کی پیروی بغیر شیخ زادہ ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو رہبر اور پیشوا بنائے وہ خود گمراہ ہے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والا ہے جیسے جنید بغدادی رحمہ اللہ نے کہا:

جب تو صوفی کے دائیں ہاتھ پر قرآن مجید کی تفسیر اور بائیں ہاتھ میں احادیث رسول اللہ ﷺ نہ دیکھے تو جان لے کہ وہ شیطان ہے اور جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ مکر اور استدراج ہے۔ یعنی جس صوفی کے احوال اور افعال شرع محمدی ﷺ کے خلاف ہوں اس کو جنید بغدادی شیطان کہتے ہیں اور جو امور اس سے خرق عادات صادر ہوتے ہیں اُن کو مکر و فریب اور استدراج بتلاتے ہیں۔

ناظرین کرام! عبارت ہذا کا مطلب صاف ہے کہ زمانہ حال

میں جو پیر اپنے مریدوں سے خلاف شریعت محمدیہ کام کروا رہے ہیں، مثلاً: (سجدہ، چڑھاوے وغیرہ بدعات) وہ شیطان اور دنیا کو گمراہ کرنے والے ہیں اور ان سے سوائے مکرو فریب کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔

اس سے آگے چل کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول لکھا ہے جو قابل دید و شنید ہے۔

إذا رأيت رجلا يطير في الهواء ويمشي على الماء
وتساكل النار وترك سنة من سنتي فاضربوه
بالنعلين۔ [ص: ۸۷]

یعنی ہر گاہ بنی مردے راہبرد در ہو و برود بر آب و بخورد آتش را
وترک کند سنت را از سنت من پس بزن او را بکفش پا۔

”یعنی اگر کوئی صوفی پیر ہوا میں اڑتا ہوا اور دریا چیر جاتا ہوا اور
آگ ہضم کر جاتا ہو مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک
سنت کا بھی تارک ہے تو اس کو جوتیوں سے مارو۔“

پس بریلوی علماء اور سجادہ نشین حضرات اللہ کریم سے ڈریں
اور مخلوق خدا کو جملہ بدعات و رسومات بد سے بچا کر توحید و سنت کا
متع بنائیں۔

دوسری قسط ۱۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

اس سے پہلے مضمون میں پیر کامل کی علامات حضرت سلطان
باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے لکھی گئی تھیں۔ آج آپ کے وہ اقوال سپرد قلم
کیے جا رہے ہیں جن میں حضرت موصوف نے موجودہ زمانے کی
بدعات و رسومات کی تردید کرتے ہوئے مسلمانوں کو ان سے بچانے کی
کوشش فرمائی ہے۔ پس ناظرین کرام بغور پڑھیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باید دانست کہ شجرہ خوانی و قصہ خوانی و جنگ خوانی و گور پرستی
و عزلت نشینی بر ہمہ دام تزویر اند۔ آرائش و پیرائش و آسائش سجادہ نشینی
است نہ اصول حق پرستی و خدا دانی بدان اے عزیز شجرہ خوانی و قصہ خوانی
و جنگ خوانی و گور پرستی و عزلت نشینی را اصل نیست و اینہارا مشائخان
زمانہ برائے فروغ سجادہ نشینی و طریق فراہمی دنیا فشانند اند۔

[فیض ہدایت، ص: ۲۸]

”جاننا چاہیے کہ شجر اور قصہ اور جنگ خوانی اور قبروں اور
مزاروں کی پوجا کرنا اور گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنے آپ
کو زاہد ظاہر کرنا تمام اپنے مکر میں پھنسانے کی تدابیر ہیں
ان باتوں سے خدا پرستی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ ان کی
اصلیت کتاب و سنت سے ثابت نہیں صرف پیران زمانہ
نے اپنی مشہوری اور دنیا حاصل کرنے کے لیے ایسی باتیں
جاری کی ہیں۔“

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

شجرہ آن ست کہ پیران بمریداں می دہند (غیاث اللغات)
و محاورہ کرسی نامہ را شجرہ انساب نیز گویند باید دانست کہ شجرہ نسب را
برائے فخر یادداشتین در عقبی بیج فائدہ نہ بخشد۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از برائے فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا ارشاد
فرمود یا فاطمہ لا تتکعی بانک بنت رسول اللہ اعملی
اعملی اعملی اے فاطمہ تکیہ کن کہ تو دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہستی عمل کن عمل
کن عمل کن زیرا کہ پرسند کہ عملت چیست دگونیہد کہ پدرت کیست۔

[ص: ۸۰]

”جاننا چاہیے کہ شجرہ وہ ہوتا ہے جو پیر لوگ اپنے مریدوں کو
دیتے ہیں اور کرسی نامہ کو بھی شجرہ کہتے ہیں کہ ان شجروں کو
بطور فخر پاس رکھنا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا تھا کہ
اے فاطمہ! اس بات پر ہرگز خیال نہ کرنا کہ میں نبی کی بیٹی
ہوں عمل کرنا۔ کیوں کہ عملوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اور
باپ کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔“

آگے چل کر آپ قصہ خوانی کے متعلق فرماتے ہیں:

قصہ خوانی خطا خال نامحرم کا ذکر

آں قصہ کہ در ذکر خط و خال و سراپا نامحرم زن و مرد باشد و در قصہ
کذب و افتراء و افراط و تفریط شاعرانہ شود، خواندن و شنیدن و نوشتن و شعر

کردن آں مطلق ناجائز است مذموم۔ [ص: ۳۱]

”وہ قصہ جس میں مرد و عورت کے خط و خال رخساروں وغیرہ کا ذکر ہو۔ اور جن میں جھوٹ اور افتراء اور شاعرانہ کمی بیشی ہو ان کا پڑھنا، سننا، لکھنا اور شعر کرنا مطلقاً ناجائز اور برا ہے۔“ اس سے آگے کچھ قدرے تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں:

پس مخالفان رسول اللہ ﷺ چگونہ مریدان حضرت پیرانہ بعض گمراہ ہاں میگویند کہ از عشق زناں و طفلان عشق خدا پیدا مے شود چنانچہ رانہجا بر ہیر عاشق شدہ بکمال رسید و پنوں بر سسی مبتلا شدہ مقبول گشت و مہینوال برسوئی گرویدہ بزرگ شد مرزا بر صاحبان مفتون شدہ شہید شد و ازین زردبان حقیقت رسید اند و بر عاشق شدن ایشان قصہ ہا پر کذب و افتراء تصنیف شاعران گمراہاں کرد اند کہ در بارہ ایشان فرمود آ نحضرت لسان الشعراء تحت النار شاعر یکہ خط و خال و سراپا نامحرم را بیان میکند زیر تہدید حدیث شرف مذکور مے آید و مستحق نار شود و ایں ہمہ مردمان مذکور اغوا کنندگان زناں بودند نہ عارفان حق پس افشائے حال ایشان غیبت نیست چرا کہ فاسقان معلن بودند کہ از دیدن نامحرم نہی وارد دست پس وقتیکہ نظر کردن جانب زناں بیگانہ از گناہاں کبیرہ است پس برو عاشق شدن و در فنا حاصل کردن و در سلوک حق رفتن کجا رواست بلکہ محض خطا است۔ [ص: ۳۲]

”وہ لوگ جو سنت محمدیہ ﷺ کے مخالف ہیں کس طرح حضرت پیر جیلانی رحمہ اللہ کے مرید ہو سکتے ہیں (یعنی نہیں ہو سکتے)۔ اور بعض گمراہ کہتے ہیں کہ لڑکوں اور عورتوں کے عشق سے اللہ تعالیٰ کا عشق پیدا ہوتا ہے جیسا کہ رانہجا (رانجھا)، ہیر پر عاشق ہو کر کمال کو پہنچا اور پنوں، سسی میں مبتلا ہو کر مقبول ہوا اور مہینوال، سوئی پر عاشق ہو کر بزرگ ہوا۔ ایسے ہی مرزا صاحبان پر فریفتہ ہو کر شہید ہوا، اور یہ تمام لوگ اس (عشق کی) سیڑھی سے حقیقت کو پہنچ گئے۔ حالاں کہ ان کے عاشق ہونے کے متعلق جو قصہ جات بنے ہوئے ہیں وہ گمراہ شاعروں کی جھوٹ اور افتراء سے لبریز ہیں۔ ایسے شاعروں کے متعلق آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ان کی زبان آگ کے نیچے ہوگی۔ پس وہ شاعر جو اس

طرح کے قصے بناتے ہیں اس حدیث کے حکم میں ہیں اور دوزخ کے مستحق ہیں اور یہ تمام مذکورہ آدمی عورتوں کے اغوا کرنے والے تھے۔ ان کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا ان کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔ کیوں کہ یہ اعلانیہ فاسق، فاجر تھے۔ کیوں کہ حدیث میں بیگانہ عورتوں کی طرف دیکھنا منع آیا ہے۔ پس جب دیکھنا ممنوع ہے تو عاشق ہونا کس طرح جائز ہو سکتا ہے بلکہ گناہ ہے اس سے آگے جنگ خوانی کے متعلق لکھا ہے جو قابل دید و شنید ہے۔ سنئے!

..... جنگ خوانی بے ثبوت واقعات کا شغل:

جنگ خوانی آنکہ حالات صادقہ دربارہ شہادت امین رضی اللہ عنہما دلائل صحیحہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی (سر الشہادتین حضرت شاہ عبدالعزیز کی مشہور کتاب ہے) در کتاب سر الشہادتین تحریر فرمودہ اند بجا و برحق است و ما سوائے ایشان کہ جنگ حامد و جنگ قاسم وغیرہ کہ مشہور اند خواندن و شنیدن ایشان ممنوع و مذموم۔ [ص: ۳۲]

”امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بارہ ایک کتاب سر الشہادتین جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر فرمائی ہے درست ہے۔ اور جنگ قاسم و جامد وغیرہ جو مشہور ہیں ان کا پڑھنا جائز نہیں بلکہ مذموم ہے کیوں کہ وہ جھوٹ سے صاف نہیں ہیں۔ اس کے آگے مزاروں و قبوں کے پوجنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں۔

..... قبر پرستی، مزارات تعمیر کرنا، ان پر غلاف چڑھانا، ان پر چراغ روشن کرنا۔

آنکہ مزاران بنا کردہ غلاف و چراغان روشن نمودہ و چند مردان و زناں عوام الناس حقا فراہم شدہ گوناگوں تماشا و لہو و لعب نامشروع مہیا کردہ و آں راعرس و میلانا امیدہ مشہور میکند و بر قبر بالفاظ غیر مشروع سائل میشوند چنانچہ میگویند کہ یا پیر مرا فرزند عطا کن و یا فلاں فلاں مراد من بر آ رہے ایں ہمہ حرکات ناشائستہ و ناجائز و مذموم۔ [ص: ۳۲]

وہ لوگ جو مزاروں پر غلاف چڑھاتے اور چراغ روشن کرتے ہیں اور مردوں عورتوں کو اکٹھا کر کے کئی قسم کی کھیلیں وغیرہ کرتے ہیں اور ان کا نام عرس رکھتے ہیں اور قبروں پر جا کر ناجائز سوال کرتے ہیں

یعنی ان بدعتوں کو جو شراب اور بھنگ پیتے ہیں اور نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتے اور مزامیر یعنی باجے وغیرہ کی آواز پر وجد کرتے ہیں اور مریدی یا لائحہ کا ورد کرتے ہیں ان کی حضرت پیر جیلانی کے

.....

تحقیق کی دنیا

عبدالجبار ایوبی

تفصیل کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔ یا ہم ایک لفظ سرچ (تلاش) والے خانے میں لکھتے ہیں تو جس جس موضوع میں وہ لفظ آیا ہوتا ہے وہ تمام موضوعات کی فہرست نمودار ہو جاتی ہے اور پھر ہم آسانی کے لیے ان موضوعات میں جس کو چاہیں کاپی یا پرنٹ کر لیں۔ بالکل اسی طرح اہل عرب نے پیارے نبی ﷺ کی پیاری احادیث مبارکہ کو یکجا کیا جن کو تلاش کرنا اور پرنٹ کرنا حد سے زیادہ آسان بنا دیا گیا۔ ان مکتبات کو ترتیب دینے میں سعودی عرب اور لبنان نے جو خدمت کی ہے وہ ہرگز نظر انداز نہیں کی جاسکتی، جن کی وساطت سے لاکھوں کروڑوں کی نایاب کتب صرف چند روپوں میں ہمارے گھروں میں پہنچ گئیں۔ تو پھر آپ کو دعوت عام ہے کہ ان مکتبات کو حاصل کر کے اُس دین حنیف کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو جائیں جو مٹنے کے لیے نہیں بلکہ پھیلنے کے لیے آیا ہے۔ ان شاء اللہ

(۱).....کتب تسعة:

یہ سب سے شان دار مکتبہ ہے۔ یہ تقریباً ۱۹۹۱ء میں تیار کیا گیا۔ یہ مکتبہ نو کتب پر مشتمل ہے جن میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مسند احمد، موطا امام مالک اور سنن الدارمی شامل ہیں۔ ان تمام کتب پر آپ بیک وقت کام کر سکتے ہیں۔ کسی حدیث کو ڈھونڈنا اور اس کی سند دیکھنے کے اعتبار سے یہ مکتبہ انتہائی موثر ہے۔ اس کی کچھ خصوصیات درج ذیل ہیں: رقم الحدیث کے نام سے ایک آپشن (چوائس) موجود ہے جس میں آپ درج بالا کتب میں سے کسی بھی حدیث کا نمبر لکھیں اور صرف چند سیکنڈز میں نتیجہ آپ کے سامنے آ جائے گا۔

اسی طرح التبیان کا آپشن (چوائس) بھی بڑا کارآمد ہے۔

اسلام میں احادیث مبارکہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ہمارے مدارس میں احادیث پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں اور طلباء کو فارغ ہونے پر کچھ کتب سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن وہ ایک طالب علم کے لیے ناکافی ہوتی ہیں۔ کیوں کہ ان کتب کے علاوہ بھی بہت سی کتب کی ضرورت پڑتی ہے جو کہ کسی غریب طالب علم کی پہنچ سے باہر ہوتی ہے اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مدارس میں اکثر طلباء غریب ہوتے ہیں۔ طالب علمی کے دور میں تو وہ مدرسے کی لائبریری استعمال کرتے ہیں لیکن فارغ ہونے کے بعد ان کو کافی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

لیکن اب ان غریب طلباء کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں کیوں کہ سعودی عرب اور لبنان نے لاکھوں کی کتب کو چند سو میں محفوظ کر دیا ہے۔ اب ان کتب کو حاصل کرنا اور اپنی ذاتی بہت بڑی لائبریری بنانا مشکل نہیں رہا، اور وہ ہے کمپیوٹر کی شکل میں اسلامی مکتبات کی تیاری، بس کمپیوٹر سے آگاہی ہونا ضروری ہے جو کہ تھوڑی سی محنت سے حل ہو جاتی ہے۔ انہی اسلامی مکتبات کے تعارف کے لیے میں نے قلم اٹھایا ہے کیوں کہ ہمارے کئی طلباء کو ان کا بالکل ہی تعارف نہیں ہے۔

مکتبات:

مکتبات کیا ہیں؟ مکتبات لائبریری کا نام ہے۔ لائبریری کے اندر مختلف موضوعات پر مختلف کتب موجود ہوتی ہیں۔ کمپیوٹر کا مکتبہ ایک پروگرام ہے۔ مثلاً سائنس کی ایک کتاب ہے اس کے مختلف موضوعات کو ہم کمپیوٹر کے اندر فہرست کے ذریعے مزین کر دیتے ہیں۔ پھر فہرست میں سے ہم جس موضوع کو سلیکٹ کرتے ہیں اس موضوع کی

خاص کر جب آپ کو ایک خاص عنوان پر احادیث کی ضرورت ہو مثلاً نماز کے موضوع پر آپ کو احادیث چاہئیں تو چند لکھوں میں آپ بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتب تسعة میں بحث (تلاش) کی سہولت ایسی ہے کہ اس سے جتنا فائدہ اٹھایا جاسکے کم ہے۔ بحث (تلاش) میں ایک طریقہ ہے کہ آپ راوی کا نام، کنیت، لقب اور نسب دے کر بحث کریں تو اس راوی سے جتنی بھی احادیث مروی ہوں گی ان سب کی اکٹھی فہرست آجائے گی۔ اس کے بعد نمبر ۲ پر بحث صرفی کے نام سے آپشن (چوائس) موجود ہے۔ اگر آپ کو کسی حدیث کا ایک لفظ یا جملہ یاد ہے وہ آپ اس خانے میں لکھ دیں تو جس جس حدیث میں وہ لفظ یا جملہ موجود ہوگا اس کی فہرست کھل جائے گی۔ آنے والی فہرست میں سے دوبارہ آپ مزید کوئی لفظ دے کر صحیح ترین رزلٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ منتخب حدیث سامنے آنے پر اس کے متعلق درج ذیل معلومات کی جاسکتی ہیں:

① حدیث کا مصدر دیکھنا، ② رقم الحدیث (حدیث کا نمبر) دیکھنا، ③ کتاب، ④ باب دیکھنا، ⑤ مختلف الفاظ کے معنی دیکھنا، ⑥ الرواة کے تحت راویوں کی معلومات یعنی ان کی زندگی، راوی کے شیوخ کے نام، راوی کے شاگردوں کے نام، راوی کا ضعف اور راوی کے بارے میں مختلف علمائے جرح و تعدیل کا حکم دیکھنا، ⑦ تحلیل میں حدیث شریف کی مکمل وضاحت، ⑧ موضوع دیکھنا، ⑨ اطراف میں اس بات کی وضاحت ہے کہ ایک حدیث ایک ہی کتاب مثلاً (بخاری) میں کہاں کہاں اور کس کس موضوع سے موجود ہے، ⑩ اس کے علاوہ تخریج کہ یہی حدیث کتب تسعة میں کس کس جگہ بیان ہوئی ہے، ⑪ اسی طرح ایک حدیث کی مکمل سند (تمام راویوں کی فہرست گراف کے ذریعے دیکھی جاسکتی ہے، ⑫ اس کے علاوہ شرح دیکھی جاسکتی ہے، ⑬ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ آپ اس سے حدیث کو جمع تخریج پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ کتب تسعة میں معاجم (ڈکشنری) کے نام سے ایک مینو (Menu) دستیاب ہے جس میں معجم الفاظ الحدیث، معجم غریب

الفاظ الحدیث اور معجم مبہمات الحدیث شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سیرۃ المصنفین، فضائل صحابہ والانبیاء، مسائل فی الفقہ وغیرہ بڑی وضاحت کے ساتھ میسر ہے۔

(۲).....مکتبہ البانی:

مکتبہ البانی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ یہ ان کی کتب پر مشتمل ایک جامع مکتبہ ہے۔ اس مکتبہ میں تینتیس (۳۳) حدیث کی کتب اور چھتیس (۳۶) ان کی اپنی تصنیف شدہ کتب شامل ہیں۔ اس میں بحث (تلاش) کی سہولت موجود ہے۔ اس میں بھی آپ کوئی لفظ لکھ کر بحث کر سکتے ہیں۔ بحث (تلاش) میں آپ بتا سکتے ہیں ہمیں تمام کتب میں سے لفظ مطلوب ہے یا کتب الحدیث سے یا پھر ان کی اپنی تصنیف کی ہوئی کتب میں سے، اس میں آپ رقم الحدیث، جزء اور صفحہ لکھ کر بھی بحث (تلاش) کر سکتے ہیں۔ اس مکتبہ میں بھی حاصل ہونے والی حدیث کے بارے میں آپ تخریج، حدیث کا نمبر اور کتاب کا نام بآسانی دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بھی پرنٹ کی سہولت موجود ہے۔

(۳).....مکتبہ الکبریٰ:

مکتبہ کبریٰ بھی بہت اہم ہے، اس میں دس عنوانات کے تحت تفصیل کے ساتھ مواد موجود ہے۔

①..... حدیث: اس میں صحیح بخاری، ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، ریاض الصالحین، موطا امام مالک، صحیح مسلم ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب شامل ہیں۔

②..... آداب العشرة: الموعظ لابن الجوزی، الفوائد لابن القيم، امراض القلوب وشفاءها اور دیگر کتب شامل ہیں۔

③..... الطب: القانون، المناظر، معجزات الشفاء اور طب نبوی لابن القيم وغیرہ شامل ہیں۔

④..... السیر والتاریخ: اس کے اندر السیرۃ النبویہ لابن ہشام، الکامل فی التاریخ، المنتظر فی التاریخ، سیرۃ الرسول اور دیگر کتب شامل ہیں۔

⑤.....الفقه: آداب الاكل، الصلاة، شرح بلوغ المرام اور کئی ایک کتب شامل ہیں۔

یہ تھے چند اہم عنوانات اس کے علاوہ قرآن کی کچھ تفاسیر اور اعراب القرآن، عربی شیوخ کے فتاویٰ جات (جس میں فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ سب سے نمایاں ہے) وغیرہ بھی شامل ہیں۔ یہ مکتبہ اپنی نوعیت کا ایک اہم مکتبہ ہے۔ اس مکتبہ کی سب سے زیادہ اہم اور منفرد بات یہ ہے کہ اس کا کوئی سیٹ اپ اور انسٹالیشن نہیں ہے۔ سادہ سی بس ایک ہی فائل کے اندر بہت بڑا خزانہ سمویا ہوا ہے۔ اس کی مکمل تفصیل اور اہمیت کو بیان کرنے کے لیے بیسیوں اوراق درکار ہیں۔

اس میں ایک اور بات جو منفرد ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنی پسند کے عنوانات کی الگ سے ایک فہرست تیار کر سکتے ہیں۔ جو باتیں اس میں باقی مکتبات سے مشترک ہیں: ① عنوان کی فہرست، ② بحث (تلاش) کی سہولت اور ③ پرنٹ کرنے کی صلاحیت۔

(۴).....مکتبہ شاملہ:

مکتبات کی دنیا میں شاملہ سب سے بڑا مکتبہ ہے۔ اس کے اندر ساڑھے پانچ ہزار سے زائد کتب ہیں۔ اس مکتبہ کی موجودگی میں آپ کو ایک بہت بڑی لائبریری گھر بیٹھے مہیا ہو سکتی ہے۔ یہ بہت ہی نادر کتب کا مجموعہ ہے۔ اس میں مکمل قرآن موجود ہے جس کے ذریعے کوئی بھی آیت تلاش کرنا آسان ہے۔ یہ مکتبہ چوں کہ ساڑھے پانچ ہزار سے زائد کتب پر مشتمل ہے تو یہ کمپیوٹر میں انسٹال (سیٹ اپ) بھی کافی دیر میں ہوتا ہے۔ یہ مکتبہ چار سے پانچ گھنٹے لے سکتا ہے۔ اس کو اپنے کمپیوٹر میں سیو (محفوظ) کرنے کے لیے کم از کم پندرہ جی بی (15 GB) جگہ درکار ہے۔ اس کے اندر صرف قرآن کی تفاسیر کی تعداد نوے ہے۔ اسی طرح سائز کے اعتبار سے بھی سب سے بڑا ہے۔ اسی طرح علوم القرآن پر ایک سوانتالیس، عقیدے پر تین سو چوراسی، فقہ حنفی کی چونتیس، اسی طرح فقہ شافعی پر بیالیس، فقہ حنبلی کی سینتیس، حدیث کی شرح کی ساٹھ، مختلف علمائے دین کے فتاویٰ کے مجموع کی تعداد چالیس، سیرت کی کتب چالیس، تاریخ کی ایک سو

اکتالیس کتب شامل ہیں۔ یہ تو تھے بڑے بڑے عنوان اس کے علاوہ اس مکتبہ میں کتب ابن ابی الدنیا، کتب البانی، أصول فقہ، کتب ابن القیم، کتب الادب پر بھی بے شمار کتب موجود ہیں۔ غرض اتنی سی جگہ پر اس مکتبہ کی تفصیل ممکن نہیں۔

(۵).....قالون:

مکتبات میں قالون بھی ایک نمایاں اور اہم مکتبہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ویسے تو قالون کا کام مکتبہ شاملہ میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن قالون چھوٹا، سادہ اور چلانے میں آسان ہے۔ اس کا بحث (تلاش) کرنے سے صرف چند سیکنڈز میں آپ کے مطلوبہ لفظ والی تمام آیتیں بمع سورت کا نام اور آیت نمبر آپ کے سامنے آ جائیں گی اور لفظ کی ٹوٹل مقدار بھی کہ آپ کا لفظ قرآن میں کتنی مرتبہ آیا ہے۔

(۶).....اعراب القرآن:

یہ مکتبہ بھی دینی طلباء کے لیے خاص طور پر اہم ہے۔ اس میں مکمل قرآن کی ترکیب کے لیے مدد لی جاتی ہے۔ کوئی بھی لفظ/آیت ڈھونڈ کر اس کی ترکیب دیکھی جاسکتی ہے۔ جس طرح انگلش ترجمہ کرنے کے لیے گرائمر پڑھی پڑھائی جاتی ہے اور بارہ ٹینس رٹائے جاتے ہیں اسی طرح عربی کی گرائمر بھی موجود ہے۔ یقیناً دینی طلباء کے لیے خوشی کی بات ہے کہ مکمل قرآن کی گرائمر صرف ایک سی ڈی میں دستیاب ہے۔ لیکن عرف عام میں مشہور ہے کہ جو چیز جتنی سستی ہوتی ہے اس کی قدر اتنی ہی کم کی جاتی ہے۔ اسی لیے اقبال نے کیا خوب کہا تھا

ہم تو مائل بہ کرم ہیں ، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے ، راہ رو منزل ہی نہیں

اردو مکتبات:

جہاں عربی میں بے شمار مکتبات ہیں وہاں اردو میں بھی مکتبات بننے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ جن میں سے دو ابھی ابھی مارکیٹ میں آئے ہیں۔

(۱).....تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ:

تفسیر ابن کثیر کتابی شکل میں پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کو صرف ایک سی ڈی پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس میں آپ صفحہ نمبر لکھ کر اینٹر کریں اور مطلوبہ صفحہ کھل جائے گا۔ اس میں دو بڑی خامیاں موجود ہیں۔ نمبر ایک اس میں پرنٹ کرنے کی سہولت نہیں اور نمبر دو اس میں بحث (سرچ) کرنے کی سہولت موجود نہیں، امید ہے کہ ان خامیوں کو بھی دور کر لیا جائے گا۔

(۲).....صحیح بخاری:

یہ مکتبہ بھی ابن کثیر جیسا ہے مولانا داؤد راز رحمہ اللہ کی مترجم صحیح بخاری جو کہ کتابی شکل میں آٹھ جلدوں میں ہے۔ اس کو سکیئن کر کے صرف دوسری ڈیویں میں سمو یا گیا ہے۔ اس میں بھی وہی طریقہ استعمال ہوتا ہے جو تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

قرآنی مکتبات:

اسی طرح کچھ عربی میں قرآنی مکتبات بھی موجود ہیں جو کہ بہت ہی دلکش اور دیدہ زیب ہیں۔ جن میں مکمل قرآن، تجوید کے قوانین، دو تین تفاسیر، مختلف زبانوں میں تراجم اور اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ موجود ہے۔ جن کی اہمیت کا اندازہ ان کو استعمال کر کے ہی لگایا جاسکتا ہے۔

ان مکتبات میں مشہور درج ذیل ہیں:

حرم نبوی ﷺ، القاری پلس (Plus)، انوار القرآن، عالم (English) وغیرہ شامل ہیں۔

یہ تھے چند ایک اسلامی مکتبات کے نام اور ان کا مختصر تعارف۔ میری یہ دلی تمنا ہے کہ ان مکتبات کا استعمال ہر اس طالب علم کو آنا چاہیے جو مستقبل میں دین محمد ﷺ کا سچا داعی بننے جا رہا ہے۔ میری ان تمام نوجوانوں سے استدعا ہے جو دین اسلام کے علم کا ذوق رکھتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ کمپیوٹر کی خوف ناک شکل (جو ہمارے کچھ ناواقف لوگوں نے مشہور کر رکھی ہے) کو پس پشت ڈال کر بلا خوف و خطر ان

مکتبات کو استعمال کر کے دیکھیں تو آپ خود ہی اندازہ کر لیں گے کہ ان کی کیا قدر و منزلت ہے۔

نوٹ: ان مکتبات کو چلانے کے لیے دو کام کرنا پڑتے ہیں ایک تو یہ کہ ان مکتبات کو کمپیوٹر میں سیو (محفوظ) کر کے چلانے کے قابل بنانا تاکہ سی ڈی کی ضرورت نہ رہے۔

دوسرے نمبر پر اپنے کمپیوٹر کی ونڈو کو عربی زبان کے موافق کرنا پڑتا ہے۔ ویسے تو ونڈو وائیکس پی (Windows xp in Arabic) عربی زبان میں بھی موجود ہے۔ لیکن انگلش ونڈو کو اس کے مطابق کیا جاسکتا ہے۔ ان تمام مکتبات کو صحیح طور پر چلانے اور اپنی ونڈو وائیکس پی کو ان مکتبات کے مطابق کرنے کے لیے ایک کتاب (باتصویر) جامع مگر مختصر تیاری کے مراحل میں ہے۔ اس سے ان شاء اللہ ہر عام و خاص فائدہ اٹھا سکے گا۔



پریشانیوں، مصیبتوں، جادو، آسیب سے نجات اور
برکتوں کے حصول کے لیے عظیم الشان قرآنی وظیفہ

حز اعظم

☆ شفا ☆ برکت ☆ نجات ☆ اولاد ☆ وقار

☆ سکون ☆ صحت ☆ عزت

مبلغ پانچ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

SHAKIL TRADERS

Mehrab Market, Chtchi Gali No.1,

Marriot Road, P.O. Box 5507,

Karachi-74000 Pakistan.

الیکشن

محمد بلال احمد

آپ کو صاف انکار ہے، اور جو معززین شہر مسٹر سمتھ کے ساتھ آئے تھے اُن سے بھی معذرت کی۔

اس پر معززین شہر نے جارج کو بتایا کہ مسٹر سمتھ ہمیں ووٹ کے لیے نہیں لائے بلکہ وہ آپ کی بیٹی میری (Mary) کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں اور ہمیں ساتھ اس لیے لائے ہیں کہ آپ کہیں انکار نہ کر دیں کیوں کہ میری اور مسٹر سمتھ ایک دوسرے کو چاہتے اور پسند کرتے ہیں۔

صاحب خانہ مسٹر جارج جو اس صورت حال کے لیے بالکل تیار نہیں تھے کچھ دیر بے یقینی سے دیکھتے رہے اور پھر بولے میں اپنی بیٹی میری سے مشورہ کر لوں، آپ لوگ اس دوران ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں اور خود گھر کے اندر چلے گئے۔

جو بااثر لوگ مسٹر سمتھ کے ساتھ آئے تھے انہوں نے یقین کے ساتھ سمتھ سے کہا کہ ہمارے خیال میں آپ کی یہ تجویز رد کر دی جائے گی اور آپ کو یہاں سے ایک بار پھر خالی ہاتھ جانا ہوگا۔ لیکن انہیں ایک ناقابل یقین خوشی کی خبر ملی جب اچانک مسٹر جارج ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے اور اعلان کیا کہ مجھے یہ تجویز منظور ہے کیوں کہ میری (Mary) نے سمتھ کے بیان کی تصدیق کر دی ہے۔ اور ساتھ ہی مسٹر سمتھ سے پوچھا کہ اگر آپ لوگ منگنی کی انگٹھی لائے ہیں تو یہ رسم ابھی ادا کر لی جائے۔ مسٹر سمتھ نے کانپتے ہاتھوں سے انگٹھی میز پر مسٹر جارج کے سامنے رکھ دی۔ مسٹر جارج نے میری (Mary) کو آواز دی اور تمام لوگوں کی موجودگی میں مسٹر سمتھ کی طرف سے لائی گئی انگٹھی اپنی بیٹی میری کے حوالے کر دی۔

میری (Mary) جب آنے والے حسین لمحوں کا تصور ذہن میں لیے مہمانوں کے لیے چائے کے کپوں میں چینی ملا رہی تھی، اُن

کہتے ہیں ایک دفعہ انگلستان کی پارلیمنٹ کا ایک رکن فوت ہو گیا اور اس کی جگہ پر کرنے کے لیے ضمنی انتخاب کا انعقاد عمل میں لایا گیا۔ ایک صاحب جن کا نام سمتھ تھا، پارلیمنٹ کی اُس سیٹ کے لیے امیدوار کے طور پر اپنی انتخابی مہم کے دوران اپنے حلقے کے ایک گھر گئے اور گھر والوں سے ووٹ کا تقاضا کرنے لگے۔ صاحب خانہ جن کا نام مسٹر جارج تھا، نے مسٹر سمتھ کو پورے اخلاقی آداب کے ساتھ معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو ووٹ نہیں دوں گا، کیوں کہ برطانوی پارلیمنٹ کی سیٹ بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور میں آپ میں وہ قابلیت نہیں پاتا۔

مسٹر سمتھ جو انتخابی امیدوار تھے اُس وقت تو خاموشی سے واپس چلے گئے۔ لیکن چند دنوں بعد پھر کچھ معززین کو لے کر مسٹر جارج کے گھر آئے اور اُن کو ہونے والے ضمنی انتخاب میں ووٹ کے لیے قائل کرنے کے لیے دلائل دینے لگے، اُن معززین نے بھی جو مسٹر سمتھ کے ساتھ آئے تھے صاحب خانہ کو اپنی رائے تبدیل کرنے کے لیے بہت زور لگایا۔ لیکن جارج صاحب مسٹر سمتھ کو ووٹ دینے کے لیے تیار نہ ہوئے اور مسٹر سمتھ کو ایک بار پھر مایوسی کے ساتھ واپس جانا پڑا۔

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر سمتھ بھی جلد ہمت ہارنے والوں میں سے نہ تھا، وہ الیکشن سے صرف ایک دن پہلے کچھ اور بااثر معززین شہر کو لے کر جارج صاحب کے گھر پہنچا اور گھر کے اندر اپنے آنے کا پیغام دیا۔ مسٹر جارج جواب تک کسی نہ کسی طرح قتل سے کام لے رہے تھے گھر سے باہر آئے اور بڑے صاف اور کھرے الفاظ میں گویا ہوئے کہ ”مسٹر سمتھ اگر آپ ووٹ کے لیے آئے ہیں تو میری طرف سے

فضائل صحابہؓ کا نفرنس

جامع مسجد اہل حدیث چک ۱۷۳- ای بی نزد گگو منڈی ضلع
وہاڑی میں ۳ فروری ۲۰۰۸ء بروز اتوار بعد نماز عشاء فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم
کا نفرنس ہوگی۔ شہباز خطابت مولانا عبدالعزیز راشد فیصل آبادی،
مولانا ثناء اللہ سعیدی ودیگر خطاب کریں گے۔
[ابوبکر بن مولانا عطاء اللہ طارق گگو منڈی]

تبلیغی جلسہ عام

جامع مسجد توحید اہل حدیث شیخ کاٹن کالونی وہاڑی میں ۲ فروری
بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جلسہ ہوگا۔ یہ جلسہ دارالعلوم رحمانیہ میں درس
نظامی کے افتتاحی پروگرام کے سلسلے میں منعقد ہو رہا ہے۔ مہمان
خصوصی: محمد علی شہزاد (نیو المدینہ ٹریولز)۔ صدارت: مولانا ثناء اللہ
سعیدی۔ مقررین: مولانا عبدالعزیز راشد فیصل آبادی، مولانا احمد علی
سیف ودیگر۔ [ناظم تبلیغ مدرسہ ہذا]

معززین شہر میں سے کسی نے کہا: مسٹر جارج! اب مسٹر سمتھ آپ کے
داماد ہونے والے ہیں اور آپ کے گھر کے ایک فرد کی حیثیت اختیار
کر گئے ہیں ایسے میں آپ کو مسٹر سمتھ کو ووٹ نہ دینے کے فیصلے پر نظر
ثانی کی درخواست کرتا ہوں۔

ان الفاظ نے بجلی کی تیزی کے ساتھ پورے خوش گوار ماحول کو
یکسر بدل دیا۔ مسٹر جارج کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے اور
صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش میں
ہیں۔ چند لمحوں میں اپنے اوپر قابو پانے کے بعد مسٹر جارج بڑے پُر
اعتماد لہجے میں گویا ہوئے ”میں آپ لوگوں کا بڑا احسان مند ہوں کہ
آپ مسٹر سمتھ کے ساتھ میرے گھر میری بیٹی کی منگنی کی تجویز لے کر
آئے اور میں نے آپ لوگوں کی خواہش کے مطابق آپ لوگوں سے
اتفاق کیا اور مسٹر سمتھ کو داماد کی حیثیت سے قبول کیا کیوں کہ میری بیٹی
کی یہ مرضی تھی۔ لیکن ووٹ کے سلسلے میں آپ لوگوں کو صاف صاف بتا
دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر سمتھ کو برطانوی پارلیمنٹ کی اس سیٹ کے لیے
مناسب قابلیت کا حامل انسان نہیں سمجھتا کیوں کہ پارلیمنٹ میرے
ملک کا ایک بہت اہم ادارہ ہے اس ادارے میں کسی ایسے آدمی کا منتخب
ہو جانا جو اس کا اہل نہیں یہ میری مادر وطن انگلستان سے نہ صرف زیادتی
ہے بلکہ انگریز قوم کو زوال کے راستے پر ڈالنے کے مترادف ہے۔ لہذا
ووٹ کے سلسلے میں میں اپنے پہلے فیصلے پر قائم ہوں اور اس میں تبدیلی
ناممکن ہے۔

یہ ہے وہ رویہ جس نے بلحاظ رقبہ ہمارے پنجاب سے چھوٹے
اور سرد ترین پانیوں میں گھرے ہوئے اس خطے کو جو کبھی بحری قزاقوں
کی آماج گاہ تھا اور جس میں جگہ جگہ دلدلیں اور ویرانے تھے، کو برطانیہ
عظمیٰ بنا دیا اور وہ جزیرہ جہاں سورج کم ہی نظر آتا ہے ایسی مملکت میں
بدل دیا جس کے متعلق یہ کہاوٹ مشہور ہوئی کہ ”برطانوی سلطنت میں
سورج غروب نہیں ہوتا۔“ مگر ہمارے ہاں ووٹ دینے کے لیے عوامی
شعور وادراک کس درجے پر ہے؟ محتاج بیان نہیں۔



ریسرچ سکالر کی ضرورت ہے

ایک محقق عالم دین جو تصنیف و تالیف کا تجربہ رکھتے ہوں، درس نظامی اور عالم و فاضل ہوں، جلد رابطہ کریں۔ بذریعہ خط رابطہ کریں۔
[م۔ج۔و/5C الاعتصام 31 شیش محل روڈ، لاہور]

انتقال پر ملال

محمد نعمان خان، قاری محمد نعیم خان، اور جناب محمد عثمان خان میاںچوں کی والدہ ماجدہ اور حافظ محمد بشیر بھوجیانی مرحوم کی بیوہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۲۹ نومبر ۲۰۰۷ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
مرحومہ بااخلاق اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ ساری عمر قرآن پاک کی تعلیم و تدریس میں گزاری، ان کی نماز جنازہ میں علمائے کرام، سیاسی، سماجی، شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔
مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ (آمین) [قاری محمد عباس خان مدنی]

حاجی نثار حسین خان وفات پا گئے

حاجی نثار حسین خان، جو الاعتصام کے محبت خاص اور دار الدعوة السلفیہ کے معاونین میں سے تھے۔ ۱۶ جنوری ۲۰۰۸ء بروز بدھ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم بڑے کشادہ دل، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے انسان تھے۔ قلب کے عارضے میں مبتلا تھے۔ الاعتصام سے انھیں بڑا انس تھا کہ وفات سے چند گھنٹے قبل اس کا مطالعہ کر کے فارغ ہوئے تھے۔

ان کی نماز جنازہ حضرت مولانا ابوبکر صدیق سلفی رحمۃ اللہ علیہ صدر دارالدعوة السلفیہ، پاکستان (لاہور) نے پڑھائی۔ یاد رہے کہ مرحوم مولانا سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز بھی تھے۔
قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ [ادارہ]

علمی و تحقیقی مرکز انصار السنہ، عقب جنرل ہسپتال لاہور، کا

اعلان داخلہ

مرکز انصار السنہ کے شعبہ تخصص فی العلوم الشرعیہ میں

مزید محدود داخلہ مطلوب ہے۔ وظیفہ =/2500 روپے

تخصص کے لیے شائقین علم فوراً داخلہ لیں۔

حافظ ثناء اللہ المدنی، رئیس مرکز انصار السنہ، جامع مسجد خالد بن ولید، زیر کالونی

عقب جنرل ہسپتال، لاہور۔ رابطہ: 0334-4382195 / 0300-9364754

آدمی.....

دل آدمی کا کیوں نہیں ایماں سے مستنیر
 آنکھیں کھلی ہیں اور ہے خوابیدہ ضمیر
 آوازہ بلند ہے لیکن جہانِ پیر
 نا آگہی کے سر پہ برستا ہے زمہریر
 جو بے یقین ہے ، اُس کو فنا تازیانہ ہے
 بے رُوح دل کو مرگِ بدن اک بہانہ ہے
 جب سے تلاشِ حق سے گریزاں ہے آدمی
 پوشاکِ آگہی میں بھی عریاں ہے آدمی
 ظلماتِ جاں میں سر بہ گریباں ہے آدمی
 خود اپنے آپ سے بھی پریشاں ہے آدمی
 کرتا ہے انقلاب کی باتیں ، نہیں نہیں
 اس آدمی کے تن پہ لباسِ یقین نہیں
 دل سے کھرچ کے حرف ، خدا کی کتاب کے
 آنکھیں ہیں اس کی بند ، سخنِ آفتاب کے
 دو چار اس کے پاس ہیں مضمونِ نصاب کے
 باتیں ہیں انقلاب کی ، نعرے شباب کے
 کیا شے ہے انقلاب ، اسے کب تمیز ہے
 تہذیب بے خدا کی پرستش عزیز ہے